بیلجیئم
جنوری، فروری، مارچ 2023ء

انصاراللہ

مجلس انصاراللہ بیلجیئم کا تربیتی وعلمی سہ ماہی مجلّہ

سیرت صحابہ مسیح موعودؑ

مَیں اپنے آپ کو پرندوں کی طرح اُڑتا ہوا دیکھتا ہوں اور مشرق کی طرف اُڑ رہا ہوں اور آگے جا کر دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ ہیں----- 16

قائد اعظم اورجماعت احمدیہ

برصغیر پاک وہند کے معروف سیاسی رہنما قائد اعظم محمد علی جناح ایک دیانت دار،اصول پرست اور جرّی انسان تھے ----- 43

ریفریشر کورس انصاراللہ بیلجیئم

بمحض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ بیلجیئم کو ریفریشر کورس 5 فروری 2023کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔الحمدللہ ---- 49

جنت کے دروازے

إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ. وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ

جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو پابہ زنجیر کر دیا جاتا ہے۔

(بخاری)

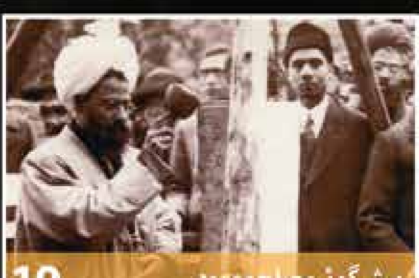

19 پیش گوئی مصلح موعود

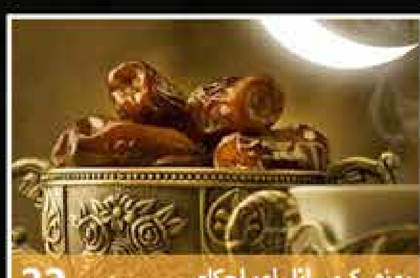

32 روزہ کے مسائل اور احکام

29 شرائطِ بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں

فہرست مضامین

1-ارشاد باری تعالیٰ 04
2-قال الرسول اللہ ﷺ 05
3-کلام امام الزماں علیہ السلام 06
4-ذکرِ الٰہی اور حمد و شکر میں اسوۂ رسول ﷺ 07
5-پاکیزہ منظوم کلام ''کچھ ایسا فضل حضرتِ ربّ الوری ہوا'' حضرت مسیح موعودؑ 08
6-سیرت خلفائے راشدین: ذیشان محمود صاحب مربی سلسلہ احمدیہ 09
7-سیرت خلفائے احمدیت: ذیشان محمود صاحب مربی سلسلہ احمدیہ 11
8-اسوہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ: شہریار اکبر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ 13
9-سیرت صحابہ حضرت مسیح موعودؑ: شہریار اکبر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ 15
10-حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد 17
11-پیشگوئی حضرت مصلح موعود: ''زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔'' 18
12-پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ اور آپ کا جذبۂ تبلیغ: مکرم توصیف احمد صاحب 19
13-پاکیزہ منظوم کلام ''ہیں آسمان کے تارے گواہ، سورج چاند'' حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 24
14-تربیتِ اولاد: عاطف وقاص صاحب 25
15-شرائطِ بیعت اور ایک احمدی کی ذمہ داریاں: حافظ جہانزیب قریشی صاحب 29
16-روزہ کے مسائل اور شرعی احکام: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ 32
17-سیرت المہدی: روزہ کی فرضیت اور روحانی ترقی 35
18-حکایت: ماخوذ از خطباتِ محمود 36
19-مالی قربانی: محمد عثمان قمر صاحب 37

انصاراللہ ڈائجسٹ

20-روزہ اور انسانی صحت: رحیق المختوم صاحب 41
21-قائداعظمؒ اور جماعت احمدیہ: ناصر شبیر صاحب 43
22-غزل: ''محبت کا ایک لمحہ مجھے کافی نہیں'': کاشف ریحان خالد صاحب 48
23-کچھ سیگریٹ کے بارے میں: رفیق احمد ہاشمی صاحب 48
24-سالانہ ریفریشر کورس مجلس انصاراللہ بیلجیئم: رپورٹ عمومی انصاراللہ بیلجیئم 49
25-تعارف ''سرائے ناصر'': صدر مجلس انصاراللہ بیلجیئم 50
26-رپورٹ تعلیمی و تربیتی کلاس 2023ء: مجلس انصاراللہ بیلجیئم 53

مجلسِ ادارت

مدیر: کاشف ریحان خالد (قائد اشاعت مجلس انصاراللہ بیلجیئم)

نگرانِ اعلیٰ: وسیم احمد شیخ صاحب (صدر انصاراللہ بیلجیئم)، توصیف احمد صاحب (مربی سلسلہ)

ڈیزائن و ترتیب: ناصر شبیر صاحب (زعیم انصاراللہ انٹورپن) ویب سائیٹ: حافظ جہانزیب قریشی صاحب (قائد تعلیم القرآن)

معاونین: رفیق احمد ہاشمی صاحب ۔ فرید یوسف صاحب۔

www.ansarullah.be | ishaat@ansarullah.be | +32 484943446

اداریہ

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”غرض رمضان ایک خاص اہمیت رکھنے والا مہینہ ہے اور جس شخص کے دل میں اسلام اور ایمان کی قدر ہوتی ہے وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص حرکت اور اپنے جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کتنی ہی صدیاں ہمارے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان گزر جائیں، کتنے ہی سال ہمیں اور ان کو آپس میں جدا کرتے چلے جائیں، کتنے ہی دنوں کا فاصلہ ہم میں اور ان میں حائل ہوتا چلا جائے۔ لیکن جس وقت رمضان کا مہینہ آتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان صدیوں اور سالوں کو اس مہینہ نے لپیٹ لپاٹ کر چھوٹا سا کر کے رکھ دیا ہے اور ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ہی قریب نہیں چونکہ قرآن خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس لئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام فاصلہ کو رمضان نے سمیٹ سماٹ کر ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب پہنچا دیا ہے۔ اور وہ بُعد جو ایک انسان کو خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے، وہ بُعد جو ایک مخلوق کو اپنے خالق سے ہوتا ہے، وہ بُعد جو ایک کمزور اور نالائق ہستی کو زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا سے ہوتا ہے وہ یوں سمٹ جاتا ہے، وہ یوں غائب ہو جاتا ہے جیسے سورج کی کرنوں سے رات کا اندھیرا۔ یہی وہ حالت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: (وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ) ۔ جب رمضان کا مہینہ آئے اور میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں کہ میں انہیں کس طرح مل سکتا ہوں تو تُو انہیں کہہ دے کہ رمضان اور خدا میں کوئی فرق نہیں۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں خدا اپنے بندوں کے لئے ظاہر ہوا اور اس نے چاہا کہ پھر اپنے بندوں کو اپنے پاس کھینچ کر لے آئے۔ اس کلام کے ذریعہ جو حبل اللہ ہے، جو خدا کا وہ رسّہ ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا مخلوق کے ہاتھ میں۔ اب یہ بندوں کا کام ہے کہ وہ اس رسّہ پر چڑھ کر خدا تک پہنچ جائیں“۔

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ سورۃ البقرہ زیر آیت ۱۸۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کے ان ایام سے متعلق فرماتے ہیں:۔

”میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں“۔

(الحکم 24 جنوری 1901ء، صفحہ 5)

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۴﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

سورۃ البقرۃ۔ آیت 184

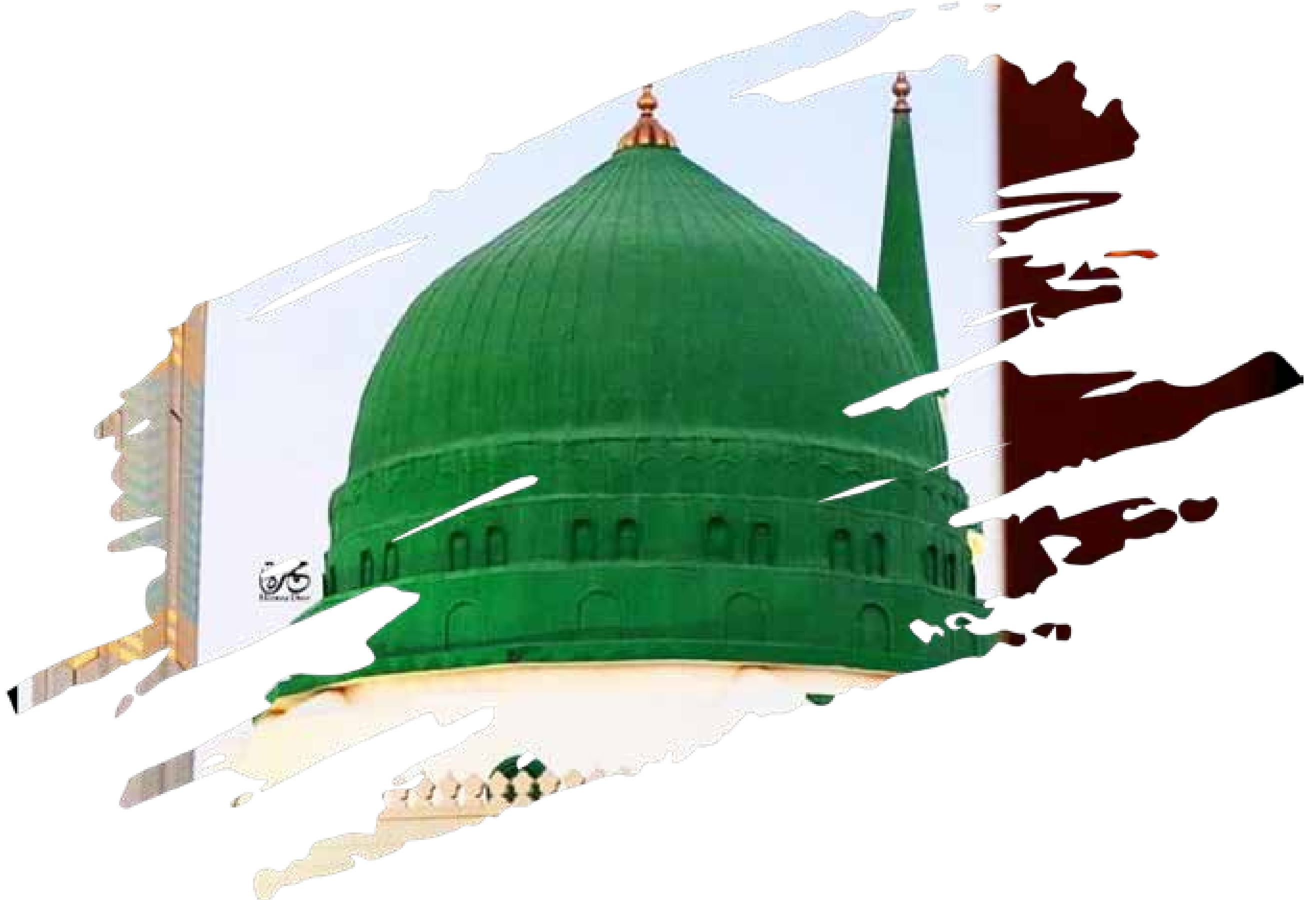

حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس رمضان آیا ہے۔ یہ برکت والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو تم پر فرض کیا ہے۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو کوئی اس رات کی خیر سے محروم کر دیا گیا وہ ہر بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد دوم صفحہ 11 مسند ابی ہریرہ)

کلام امام الزمان علیہ السلام

رمضان کی فضیلت:۔ ”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے، صوفیا نے لکھا ہے کہ ماہِ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے، کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلّیٔ قلب کرتا ہے، تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلّیٔ قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 256-257 ایڈیشن 1984ء)

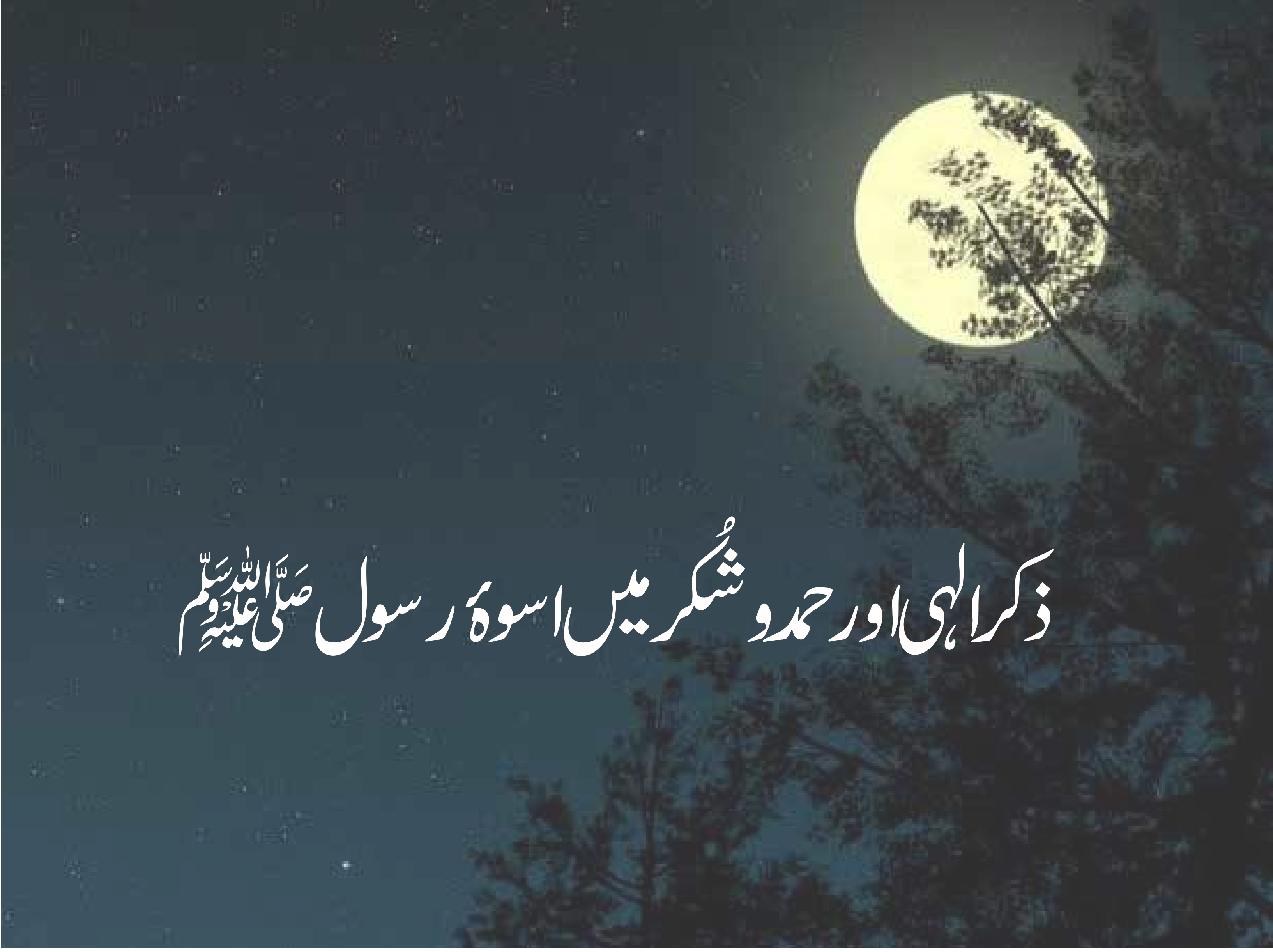

کہتے ہیں کہ انسان جس چیز سے محبت کرتا ہے اس کا بہت ذکر کرتا ہے اور ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی تو پہلی اور آخری محبت اللہ تعالیٰ کی ذات سے تھی۔ عین عالم جوانی میں آپ دنیا کی دلچسپیوں سے بیزار غار حراء کی تنہائیوں میں جاکر اس محبوب حقیقی کو ہی تو یاد کرتے تھے۔ اس میں آپ کی زندگی کا سارا لطف تھا۔ آپ کی یہ وارفتگی دیکھ کر اہل مکہ بھی کہتے تھے کہ محمد تو اپنے رب پر عاشق ہوگیا ہے۔

مگر امر واقعہ یہ ہے آپ فنافی اللہ کے اس مقام پر تھے جہاں انسان اپنا وجود بھی فراموش کر بیٹھتا ہے اور محویت کے اس عالم میں صرف اللہ کی یاد باقی رہ جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ کی روایت کے مطابق نبی کریم ہر لحظہ و ہر آن خدا کو یاد رکھتے تھے۔ (مسلم)
دن ہو یا رات، خلوت ہو یا جلوت عالم خواب ہو یا بیداری کبھی بھی آپؑ اپنے رب کی یاد نہیں بھولے۔ فرماتے تھے کہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے بعض دفعہ میں ستر سے بھی زائد مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ (ابوداؤد)

صوفیاء نے دست در کار و دل بایار" کے محاورہ میں عشق کے جس مقام کا ذکر کیا ہے کہ ہاتھ کام میں لگے ہوں مگر دل یار کے ساتھ ہو۔ ظاہر ہے اُس کا تعلق بیداری کی حالت سے ہی ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو اس سے بھی کہیں آگے تھا کہ سوتے ہوئے بھی آپ کا دل یاد الٰہی سے معمور ہوتا تھا۔ فرماتے تھے "میری آنکھیں جب سو جاتی ہیں تو بھی دل نہیں سوتا۔ (بخاری)

گویا ذکرِ الٰہی آپ ﷺ کے دل کی غذا تھا۔ جیسے انسانی جسم کا انحصار دوران خون اور عمل تنفس پر ہے۔ آپؑ کی روح کا دار و مدار ذکر الٰہی پر تھا۔ دن بھر میں قضائے حاجت کے ہی چند لمحے ہوں گے جن میں اللہ کے ذکر کی عظمت اور احترام کے باعث آپ ﷺ اس سے رُک جاتے ہوں، شائد اسی لئے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آتے تو غُفرَانَکَ کی دعا کرتے تھے کہ اے اللہ تیری بخشش کا طلبگار ہوں۔ (ترمندی)

اس میں یہی راز تھا کہ چند لمحے بھی کیوں یاد الٰہی میں روک بنے اس لئے اپنے مولی سے معافی کے طالب ہوتے تھے۔ انسانی زندگی کا ایک لمحہ بھی اپنے خالق و مالک کی توفیق اور احسان کے بغیر ممکن نہیں بلکہ محتاج محض ہے جبکہ صفت رحمانیت کے تحت بغیر کسی تقاضا کے اللہ تعالیٰ کے فیضان عام اور عنایات کے لامحدود سلسلہ نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ پھر صفت رحیمیت کے طفیل انسان کی محنت کے اجر ایک لامتناہی سلسلہ بھی جاری و ساری ہے اور اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتوں اور احسانات نے اس طرح انسان کو گھیر رکھا ہے کہ بے اختیار اسے اس قرآنی آیت کے آگے سر جھکانا پڑتا ہے کہ اگر اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو شمار کر سکو گے۔ (سورۃ ابراھیم :35) قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے بندوں پر افسوس بھی کیا ہے کہ ان میں سے بہت کم شکر گذار کرنے والے ہوتے ہیں وہاں حقِ شکر ادا کرنیوالوں کا تعریف کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

پاکیزہ منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کچھ ایسا فضل حضرتِ ربّ الوری ہوا
سب دشمنوں کے دیکھ کے اوساں ہوئے خطا
اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریا بنا دیا
میں تھا غریب وبیکس و گم نام بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا
پر پھر بھی جن کی آنکھ تعصب سے بند ہے
اُن کی نظر میں حال مرا ناپسند ہے
میں مُفتری ہوں اُن کی نگاہ و خیال میں
دنیا کی خیر ہے مری موت و زوال میں
لعنت ہے مفتری پہ خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ہے ذرہ بھی اُس کی جناب میں
توریت میں بھی نیز کلام مجید میں
لکھا گیاہے رنگ وعیدِ شدید میں
کوئی اگر خدا پہ کرے کچھ بھی افترا
ہو گا وہ قتل ہے یہی اس جُرم کی سزا
پھر یہ عجیب غفلتِ ربّ قدیر ہے
دیکھے ہے ایک کو کہ وہ ایسا شریر ہے
پچیس سال سے ہے وہ مشغولِ افترا
ہر دن ہر ایک رات یہی کام ہے رہا
ہر روز اپنے دل سے بناتا ہے ایک بات
کہتا ہے یہ خدا نے کہا مجھ کو آج رات
پھر بھی وہ ایسے شوخ کو دیتا نہیں سزا
گویا نہیں ہے یاد جو پہلے سے کہہ چکا
پھر یہ عجیب تر ہے کہ جب حامیانِ دیں
ایسے کے قتل کرنے کو فاعل ہوں یا معیں
کرتا نہیں ہے اُن کی مدد وقتِ انتظام
تا مفتری کے قتل سے قصہ ہی ہو تمام

سیرتِ خلفائے راشدینؓ

ذیشان محمود
مربی سلسلہ ۔سیرالیون

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بدری اصحاب رضوان اللہ علیھم اجمعین کے اوصاف و سیرت بیان فرمائی ۔جن میں چاروں خلفائے راشدین کے اوصاف گو خصائل بھی بیان فرمائے۔ ذیل میں ایک انتخاب قارئین کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

مظلوموں کی دادرسی و مدد

حضرت ابوبکرؓ نے نَہدِیّہ اور ان کی بیٹی دونوں کو آزاد کرایا۔ یہ دونوں بنو عبد الدار کی ایک عورت کی لونڈیاں تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ ان دونوں کے پاس سے گزرے اس وقت ان کی مالکہ نے ان کو آٹا پیسنے کے واسطے بھیجا تھا اور وہ مالکہ یہ کہہ رہی تھی کہ اللہ کی قسم! میں تمہیں کبھی آزاد نہیں کروں گی یا جس کی بھی قسم وہ کھا رہی تھی۔ بہرحال حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے اُمِّ فلاں! اپنی قسم کو توڑ دو۔ اس نے کہا جاؤ جاؤ! تم نے ہی تو ان کو خراب کیا ہے۔ تمہیں اگر اتنا ہی خیال ہے تو تم ان دونوں کو آزاد کروا لو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ ان دونوں کے بدلے میں کتنی قیمت دوں؟ اس نے کہا کہ اتنی اور اتنی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو لے لیا اور یہ دونوں آزاد ہیں۔ پھر آپؓ نے ان سے کہا کہ اس عورت کا آٹا واپس دے دو یعنی ان دونوں کو جن کو لونڈی بنایا گیا تھا کہا کہ اس عورت کا آٹا واپس دے دو جو پسانے کے لیے لے کر جا رہی تھیں۔ ان دونوں نے کہا اے ابوبکرؓ! کیا ہم اس کام سے فارغ ہو لیں اور اس آٹا کو واپس کر دیں؟ یعنی جو ہمارے ذمہ کام لگایا گیا ہے وہ کر لیں اور آٹا پسوا کر چھوڑ آئیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ اگر تم دونوں چاہتی ہو تو ایسا ہی کر لو۔

(خطبہ جمعہ 17/ دسمبر 2021ء)

شیر خوار بچوں کا وظیفہ

پھر حضرت عمرؓ کے یہی آزاد کردہ غلام اسلم، جن کا پہلے بھی ذکر ہوا ہے، یہ کہتے ہیں کہ مدینہ میں تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور ان لوگوں نے عید گاہ میں قیام کیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے فرمایا کیا تم پسند کرتے ہو کہ ہم رات کے وقت ان کا پہرہ دیں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ چنانچہ آپؓ دونوں ساری رات ان کی حفاظت کرتے رہے اور عبادت کرتے رہے۔ حضرت عمرؓ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو

آپؓ اس طرف گئے اور اس کی ماں سے کہا اللہ تعالیٰ کا خوف کرو اور اپنے بچے کا اچھی طرح خیال رکھو۔ یہ کہہ کر آپؓ واپس تشریف لے آئے یعنی واپس اس جگہ تشریف لے آئے جہاں آپؓ سامان کی حفاظت کے لیے بیٹھے ہوئے تھے کہ پھر آپ نے اس کے رونے کی آواز سنی۔ آپؓ دوبارہ اس کی ماں کی طرف گئے اور اس کو پھر پہلی بات کی طرح کہا اور اپنی جگہ واپس تشریف لے آئے۔ جب رات کا آخری وقت ہوا اور بچے کے رونے کی آواز سنی تو آپ اس کی ماں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تیرا بھلا ہو تو بہت لاپروا ماں ہے۔ مجھے کیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ ساری رات رونے کی وجہ سے تمہارا بچہ بے چین رہا۔ اس عورت نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! میں اس کو دودھ کے علاوہ دوسری خوراک کی طرف مائل کر رہی ہوں لیکن وہ بچہ انکار کر دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ مجھے دودھ ہی دو۔ آپؓ نے پوچھا وہ کیوں؟ اس عورت نے کہا کیونکہ حضرت عمرؓ ان ہی بچوں کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں جن کا دودھ چھڑا دیا گیا ہو۔ آپؓ نے پوچھا تمہارے اس بچے کی عمر کتنی ہے؟ اس عورت نے کہا اتنے (سال) اور اتنے ماہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تیرا بھلا ہو۔ دودھ چھڑانے میں اتنی جلدی نہ کر۔ پھر جب آپؓ نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی تو آپؓ کے رونے کی وجہ سے قراءت لوگوں پر واضح نہیں ہو رہی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے آپ سے کہا، عمر کا بُرا ہو اس نے کتنے ہی مسلمانوں کے بچوں کا خون کر دیا ہے۔ پھر آپؓ نے منادی کرنے والے کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا کہ اپنے بچوں کو دودھ چھڑوانے میں جلدی نہ کرو۔ اسلام میں جو بھی بچہ ہے یعنی اب ہر پیدا ہونے والے بچے کا ہم وظیفہ مقرر کرتے ہیں اور حضرت عمرؓ نے سارے ممالک میں یہ حکم بھجوا دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر جلد 10 صفحہ 185-186 مطبوعہ دار ہجر 1998ء)

پھر آپؓ نے منادی کرنے والے کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا کہ اپنے بچوں کو دودھ چھڑوانے میں جلدی نہ کرو۔ اسلام میں جو بھی بچہ ہے یعنی اب ہر پیدا ہونے والے بچے کا ہم وظیفہ مقرر کرتے ہیں اور حضرت عمرؓ نے سارے ممالک میں یہ حکم بھجوا دیا۔

(بحوالہ خطبہ جمعہ 25؍ جون 2021ء)

حیا و پاکیزگی کی گواہی

حضرت عثمانؓ میں عفت اور حیا بہت زیادہ تھی۔...... حضرت عائشہؓ آپؓ کی حیا کے بارے میں روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں اپنی رانوں یا پنڈلیوں سے کپڑا ہٹائے ہوئے لیٹے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اجازت مانگی تو آپؐ نے اسی حالت میں انہیں اجازت دی۔ پھر آپؐ باتیں کرنے لگے۔ پھر حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی تو آپؐ نے اسی حالت میں انہیں بھی اجازت دے دی۔ پھر بھی آپؐ باتیں کرتے رہے۔ پھر جب حضرت عثمانؓ نے اجازت مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو ٹھیک کیا۔ محمد جو راوی ہیں کہتے ہیں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ سب ایک دن میں ہوا۔ مختلف وقتوں کی باتیں ہو سکتی ہیں۔ وہ آئے باتیں کیں اور جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ ابوبکرؓ آئے لیکن ان کے لیے آپؐ نے کوئی خاص خیال نہ کیا۔ پھر عمرؓ آئے تو ان کے لیے بھی آپؐ نے کوئی خاص خیال نہ کیا۔ لیکن جب عثمانؓ اندر آئے تو آپؐ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے ٹھیک کرنے لگے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کیا میں اس شخص کا لحاظ نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں! ایک دوسری جگہ اس روایت کو بیان کرتے ہوئے یہ بات لکھی ہے کہ جب حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ صرف حضرت عثمانؓ کے لیے آپؐ نے یہ ایسا خاص اہتمام کیوں کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں اس سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! یقیناً فرشتے عثمانؓ سے اسی طرح حیا کرتے ہیں جیسے وہ فرشتے اللہ اور اس کے رسولؐ سے حیا کرتے ہیں۔ اگر عثمانؓ اندر آتے اور تُو میرے قریب ہی ہوتی تو ان میں اتنی حیا ہے کہ وہ واپس جانے تک نہ ہی اپنا سر اوپر اٹھاتے یعنی نظر اوپر بھی نہ اٹھاتے اور نہ ہی کوئی بات کرتے۔ (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم باب من فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، روایت 6209) (مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ 59-60، کتاب المناقب باب فی حیائہ حدیث نمبر 14504، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2001ء)

(خطبہ جمعہ 2؍ اپریل 2021ء)

جنتی کی بارگاہ رسالت میں آمد

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری عورت کے گھر میں تھے جس نے آپؐ کے لیے کھانا تیار کیا ہوا تھا، دعوت کی ہوئی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے تو ہم نے انہیں مبارک باد دی۔ پھر آپؐ نے دوبارہ فرمایا ابھی تمہارے پاس، ایک جنتی آدمی آئے گا۔ اس پر حضرت عمرؓ داخل ہوئے تو ہم نے انہیں مبارکباد دی۔ پھر تیسری دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر کھجور کے ایک چھوٹے سے پودے کے نیچے چھپائے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے اللہ! اگر تُو چاہے تو یہ آنے والا علیؓ ہو۔ پھر حضرت علیؓ داخل ہوئے تو ہم نے انہیں مبارکباد دی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 107 مسند جابر بن عبد اللہ حدیث: 14604 عالم الکتب بیروت 1998ء)

(بحوالہ خطبہ جمعہ یکم جنوری 2021ء)

(بحوالہ الاسلام ڈاٹ کام)

گلدستۂ سیرت خلفائے احمدیت

ذیشان محمود
مربی سلسلہ۔سیرالیون

خلفائے احمدیت اور مسیح پاک کی جماعت کا باہمی پیار و محبت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔اس حوالہ سے خلفاء حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے مختلف واقعات کا ایک گلدستہ پیشِ خدمت ہے۔

ہمدردیٔ خلق

مکرم ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی ماڈل ٹاؤن لاہور تحریر کرتے ہیں۔

”آپ بے حد فیاض اور ہمدرد بنی نوع بشر تھے۔ شاگردوں سے بہت انس تھی۔ اپنے پاس سے طلباء کو کتابیں کپڑے اور کھانا دیتے تھے۔ نذرانہ آتا تو اکثر دوستوں اور شاگردوں اور خدام میں بانٹ دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے ایک شاگرد نے عرض کی۔ گرم کپڑا نہیں ہے حضرت نے اپنے اوپر ایک دھسہ لیا ہوا تھا۔ فوراً اتار کر دے دیا اور خود اندر سے رضائی منگوا کر لپیٹ لی۔“

(تاریخ احمدیت جلد سوئم صفحہ 543)

بخار ٹوٹ گیا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ

”حضرت مولوی عبدالمالک خان صاحب مرحوم مغفور یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ 1939ء کو واقعہ ہے، میں فیروز پور میں متعین تھا۔ مختصراً میں ان کی طرف سے یہ بیان کر دیتا ہوں۔ان کی بیگم صاحبہ بہت سخت بیمار ہو

گئیں۔ بچے کی پیدائش کے نتیجہ میں ان کی بڑی بیٹی فرحت پیدا ہوئی تھیں جو آجکل حیدر آباد دکن میں ہیں۔اس کے نتیجے میں بے احتیاطی ہوئی، بخار چڑھ گیا جو انفیکشن کا بخار تھا۔اس زمانے میں تو ابھی پینسلین وغیرہ ایجاد نہیں ہوئی تھیں۔ بخار اکثر مہلک ثابت ہوا کرتا تھا اور 108 تک درجہ حرارت پہنچ گیا۔ وہ اپنی بیوی کو ہسپتال چھوڑ کر سیدھا قادیان بھاگے اور جا کر وہ کہتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا قصر خلافت کا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی باہر نکلے اور کہا مالک کس طرح آئے ہو؟ اور ساتھ ہی مجھے لے کر اندر ڈرائنگ روم میں چلے گئے جہاں حافظ مختار احمد صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کیفیت ہے اور بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے دعا کی اور چند لمحے توقف فرمایا اور میرے بازہ پر ہاتھ مار کر فرمایا مولوی صاحب! اب آپ کی بیوی کو بخار نہ ہو گا۔ اس جگہ حضرت مختار احمد صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ حضور نے مجھے یہ بشارت دی اور فرمایا آپ اب جا سکتے ہیں اس پر حضرت حافظ صاحب بھی میرے ہمراہ باہر تشریف لائے اور باہر نکل کر مجھے بتایا کہ آپ کی بیوی کا بخار پونے دس بجے ٹوٹا ہو گا کیونکہ جس لحہ حضور نے آپ کو بشارت دی تھی اس وقت میں نے گھڑی دیکھی تو بعینہٖ اس وقت پونے دس کا وقت تھا اس لئے آپ جائیے اور جا کر دریافت کریں کہ یہ بخار کب ٹوٹا تھا؟ کہتے ہیں میں واپس پہنچا فیروز پور۔ ہسپتال میں جو عیسائی ہاسپٹل تھا وہاں کی عیسائی لیڈی ڈاکٹر سے انہوں نے کہا کہ میری بیوی ٹھیک ہو چکی ہے اور میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کا بخار پونے دس بجے ٹوٹا تھا؟ اس نے کہا تمہیں کیسے پتا کہ یہ ٹھیک ہو گئی ہے اور تمہیں کیسے پتا کہ پونے دس بجے ٹوٹا ہے؟ انہوں نے کہا میں قادیان سے آ رہا ہوں اس طرح میں نے دعا کی درخواست کی تھی، یہ واقعہ ہوا ہے، اس لیے مجھے یقین ہے۔ شاید اس امید پر کہ یہ بات جھوٹی نکلے وہ اسی وقت چلا اٹھی کہ ملاقات کا وقت نہیں تھا ان کو ساتھ لے کر، مولوی عبدالمالک خان صاحب کو، ان کے کمرے میں گئی اور بخار کا چارٹ دیکھا۔ عین نو بج کر پینتالیس منٹ پر بخار نارمل ہوا تھا اور وہ چارٹ گویا بنا ہوا کھڑا تھا۔"

(خطبہ عید الفطر 27 اپریل 1990ء)

طلبہ پر شفقت

چوہدری محمد علی صاحب کالج کے دور کے بارہ میں کہتے ہیں:

"مجھے یاد ہے کہ آپؒ ہوسٹل تشریف لاتے اور آدھی آدھی رات تک بیمار طلباء کے سرہانے بیٹھ کر چمچ کے ساتھ خود دوائی پلایا کرتے اور تسلیاں دیتے۔ اس عنایت کو دیکھ کر دوسرے طلباء کہتے ہمارا بھی بیمار پڑنے کو دل کرتا ہے۔" حضور جب بھی طلباء سے ملتے تو عزّت و تکریم سے ملتے۔ انٹر ویو کے وقت کھڑے ہو کر مصافحہ کرتے۔ آپ نے طلباء کی ذہنی ترقی کیلئے ان کو دودھ اور سویابین کے استعمال کا مشورہ دیا اور اس کا انتظام بھی فرمایا۔ ایک دفعہ ایک طالب علم کو بدنی سزا دی۔ پھر کچھ دیر کے بعد اسے ساتھ لے گئے پیار سے گلے لگایا۔ ٹک شاپ پر لے جا کر اسے دودھ پلوایا اور بڑی محبت کا اظہار فرمایا۔"

(الفضل 11 جون 2020ء)

صدقہ و دعاء کی کرامت

مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر بیان کرتے ہیں:

جب لائبیریا کے حالات خراب ہوئے اور وہاں باغیوں نے بعض علاقوں پر بھرپور حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا تو اس وقت ہمارے مشنری مکرم شیخ محمد یونس صاحب جس علاقہ میں تھے وہ بھی باغیوں کے قبضہ میں آ گیا اور وہاں بہت قتل و غارت ہوئی۔ رابطے بالکل کٹ گئے۔ انتہائی پریشان کن صورتحال تھی۔ حضور رحمہ اللہ بہت فکر مند تھے اور بار بار دریافت فرماتے تھے کہ کوئی اطلاع آئی ہے۔ خاکسار عرض کرتا کہ حضور رحمہ اللہ کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں ہو رہا اور کچھ پتہ نہیں چل رہا۔ حضور انور نے اسی وقت صدقہ کیلئے رقم نکال کر دی اور فرمایا: ہارون جالو صاحب کیلئے بھی صدقہ نکالا تھا اور وہ مل گئے تھے۔ اب اللہ کے فضل سے یہ بھی انشاء اللہ مل جائیں گے۔ چنانچہ قریباً دو ہفتہ بعد سیرالیون سے اطلاع ملی کہ مکرم شیخ یونس صاحب انتہائی کسمپرسی کی حالت میں لائبیریا کا بارڈر پار کر کے سیرالیون پہنچ گئے ہیں اور خیریت سے ہیں۔ جب حضور انور رحمہ اللہ کی خدمت میں یہ اطلاع پہنچائی گئی تو آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے تمتما اٹھا اور فرمایا: الحمدللہ، ماشاء اللہ مبارک ہو۔

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر 2004 صفحہ 99)

جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔

خلافت سے صدق و وفا کا تعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز افریقہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یوگنڈا میں ہی جب ہم اترے ہیں اور گاڑی باہر نکلی تو ایک عورت اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے، دو اڑھائی سال کا بچہ تھا، ساتھ ساتھ دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس کی اپنی نظر میں بھی پہچان تھی، خلافت اور جماعت سے ایک تعلق نظر آ رہا تھا، وفا کا تعلق ظاہر ہو رہا تھا۔ اور بچے کی میری طرف توجہ نہیں تھی تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کا منہ اس طرف پھیرتی تھی کہ دیکھو اور کافی دور تک دوڑتی گئی۔ اتنا رش تھا کہ اس کو دھکے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔ آخر جب بچے کی نظر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کر مسکرایا۔ ہاتھ ہلایا۔ تب ماں کو چین آیا۔ تو بچے کے چہرے کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی وہ بھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو۔ تو جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں"۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 10 تا 17 جون 2005ء)

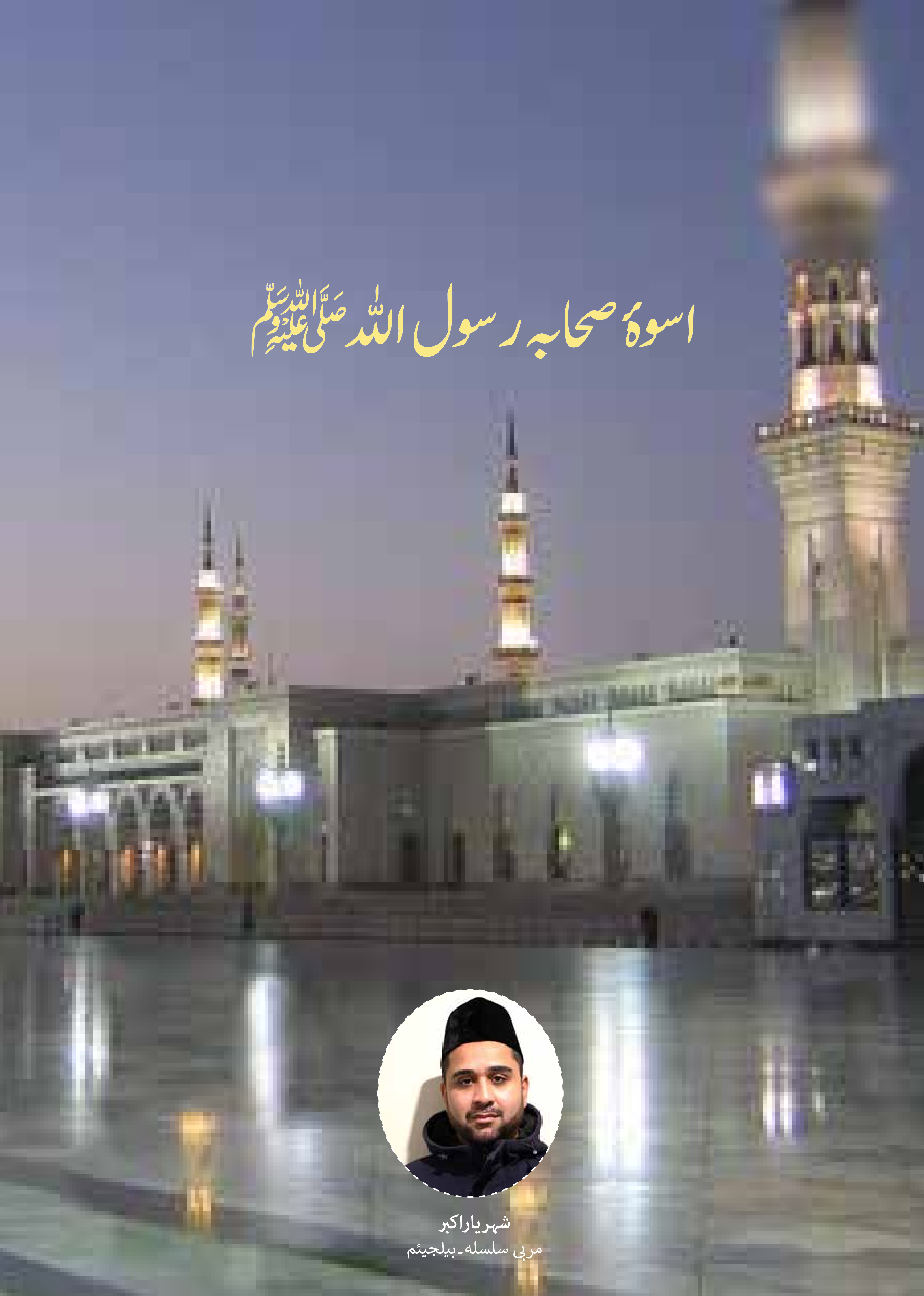

اسوۂ صحابہ رسول اللہ ﷺ

شہریار اکبر
مربی سلسلہ۔ بیلجیئم

مقدس تبرک کے حصول کی خواہش

جب آنحضرت ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان میں قیام فرمایا۔ آپ مکان کے نیچے کے حصے میں ٹھہرے اور ابو ایوب مع عیال اوپر کے حصے میں رہے ایک رات ابو ایوب بیدار ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے مبارک وجود کے اوپر چلتے پھرتے ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے اس جگہ سے ہٹ کر ایک جانب میں رات بسر کی۔ پھر صبح کو آنحضرت ﷺ سے عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ نیچے کے حصے میں میرے واسطے آسانی ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں اس چھت پر نہیں چڑھتا جس کے نیچے آپ ہوں۔ پس آنحضرت ﷺ اوپر کے حصے میں تشریف لے گئے اور حضرت ابو ایوبؓ نیچے کے حصے میں چلے آئے۔ حضرت ابو ایوبؓ حضور ﷺ کے لئے کھانا بھیجا کرتے جو بچ کر آتا خادم سے دریافت کرتے کہ طعام میں حضور اقدس ﷺ کی انگلیاں کس جگہ تھیں۔ پھر اسی جگہ سے کھاتے۔ ایک روز کھانا تیار کیا گیا جس میں لہسن تھا۔ جب کھانا واپس آیا تو حضرت ابو ایوبؓ نے حسب معمول خادم سے حضور ﷺ کی انگلیوں کی جگہ دریافت کی۔ جواب ملا کہ حضور ﷺ نے کھایا ہی نہیں۔ یہ سن کر حضرت ابو ایوبؓ ڈر گئے اور اوپر جا کر عرض کیا کہ کیا یہ (لہسن) حرام ہے؟ آپؐ نے فرمایا فرمایا کہ حرام تو نہیں لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر انہوں نے عرض کیا کہ میں بھی اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں جسے آپؐ ناپسند کرتے ہیں۔

(مسلم کتاب الاشربہ باب اباحۃ اکل الثوم)

کامل اطاعت و بیعت کی آزمائش

رسول کریم ﷺ صحابہؓ سے خوشی و ناخوشی ہر حال میں اطاعت کی بیعت لیتے تھے۔ نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت طلحہؓ بن براء انصاری نوعمر لڑکے تھے، رسول اللہ ﷺ کو پہلی مرتبہ دیکھتے اور ملتے ہی حضورؐ کی گہری محبت ان کے دل میں گھر کر گئی جس کے نتیجہ میں وہ دیوانہ وار آپ کے قریب ہو کر چمٹ جاتے اور آپ کی قدم بوسی کرتے۔ نبی کریم ﷺ ایک نوجوان لڑکے میں اچانک یہ تبدیلی پاکر حیران ہوئے اور مسکرائے بھی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں میں کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا پھر عرض کیا کہ "اپنا ہاتھ بڑھائیں اور میری بیعت قبول کریں۔" ابھی ان کے والدین نے اسلام قبول نہ کیا تھا آپ نے ازراہ امتحان فرمایا کہ "خواہ میں والدہ سے قطع تعلق کا حکم دوں تو بھی مانو گے" یہ سوچ میں پڑ گئے کہتے ہیں کہ حضرت طلحہؓ اپنی والدہ سے بہت محبت اور احسان کا سلوک کرنے والے تھے۔ دوسری بار پھر بیعت کیلئے عرض کیا تو یہی جواب ملا۔ تیسری مرتبہ عرض کیا تو آپ نے پوچھا پھر کس چیز کی بیعت کرتے ہو۔ انہوں نے کہا دین اسلام قبول کرنے اور آپ کی اطاعت کرنے کی بیعت! آپ نے فرمایا "اچھا جاؤ اور اپنے باپ کو قتل کر کے آؤ" اب طلحہ اٹھے اور تعمیل ارشاد کیلئے چل پڑے۔ رسول کریم ﷺ نے فوراً واپس بلوایا اور فرمایا "مجھے قطع رحمی کرنے اور رشتوں کے کاٹنے کیلئے نہیں بھیجا گیا۔ میں نے چاہا تھا کہ تمہاری آزمائش کروں کہ بیعت میں شک و شبہ کی کوئی کسر تو باقی نہیں۔"

(المعجم الکبیر جلد 8 ص 311)(اصابہ جز 3 ص 525)

مقاطعہ کی سزا اور پختگی ایمان

حضرت کعب بن مالکؓ کو جنگ تبوک میں باوجود استطاعت ہونے کے شمولیت نہ کرنے کی بناء پر جب خدا تعالیٰ کے حکم سے مقاطعہ کی سزا دی گئی تو اس شدید ابتلاء میں آپؓ نے اطاعت کی بے نظیر مثال قائم فرمائی اور بیوی کو میکے بھجوا دیا۔

حضرت کعبؓ کے ابتلاء کے دوران جہاں حضرت کعبؓ کی اطاعت اور پختگی ایمان کے نظارے نظر آتے ہیں وہاں دوسرے صحابہؓ جو آپ کے قریبی رشتہ دار تھے ان کی اطاعت کا بھی بہترین نمونہ ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوقتادہؓ کا واقعہ اس کا مظہر ہے کہ جب حضرت کعبؓ نے بار بار خدا اور اس کے رسولؐ کا واسطہ دے کر ان سے ہم کلام ہونے کی کوشش کی اور ایک بات دریافت کی تو اطاعت کے اس پتلے نے سوائے اس کے انہیں کوئی جواب نہ دیا کہ خدا اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔

(بخاری کتاب المغازی باب حدیث کعب بن مالک)

میت پر سوگ اور شرعی حکم

حضرت زینبؓ بنت ابی سلمہ سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بیوی حضرت زینبؓ بنت جحش کے پاس آئی جب ان کا بھائی فوت ہوا۔ انہوں نے تیسرے دن کے بعد کچھ خوشبو منگوا کر لگائی۔ پھر فرمایا کہ مجھے اس خوشبو وغیرہ کی کوئی حاجت یا ضرورت نہ تھی مگر میں نے نبی کریم ﷺ سے منبر پر سنا ہے کہ کسی مومن عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے اپنے خاوند کے جس پر وہ چار ماہ دس دن سوگ کرے۔

(بخاری الطلاق باب تحد المتوفی عنھا زوجھا)

اہم امور میں مشاورت سے متعلق اُسوۂ رسول اللہ ﷺ

جنگ بدر میں ہی جب کفار مکہ نے بدر کی وادی کے عدوۂ قصویٰ پر ڈیرہ ڈالا تو آنحضرت ﷺ نے صحابہ کے ساتھ ماءِ بدر کے قریب پڑاؤ فرمایا۔ اس موقعہ پر حضرت حباب بن المنذرؓ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا، یا رسول اللہ کیا اس مقام پر قیام کرنے کا حکم خدا نے آپ کو دیا ہے کیونکہ اگر ایسا ہے تو پھر اس جگہ سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتے یا کہ پھر یہ آپ کی رائے ہے اور جنگی حربہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا بلکہ یہ رائے ہے اور جنگی حربہ ہے۔ اس پر حبابؓ نے کہا کہ اگر ایسی بات ہے تو پھر یہ جگہ ہمارے ٹھہرنے کی نہیں ہے بلکہ میرا مشورہ یہ ہے کہ ہمیں پانی کے اس کنارے پر پڑاؤ کرنا چاہئے جو کفار کے نزدیک ہے۔ اس طرح ہم پیچھے کی جانب زمین کھود کر حوض بنالیں گے اور پانی اس میں سٹور کرلیں گے۔ یوں جنگ کے دوران ہم تو پانی پی سکیں گے جبکہ وہ اس سے محروم رہیں گے۔ آنحضرت ﷺ کو یہ مشورہ بہت پسند آیا چنانچہ آپ اٹھے اور وہی جگہ قیام کے لئے اختیار فرمائی جس کی طرف حبابؓ نے اشارہ کیا تھا۔ اور فرمایا اے حبابؓ تمہاری رائے واقعی بہت اچھی ہے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام)

سیرتِ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ

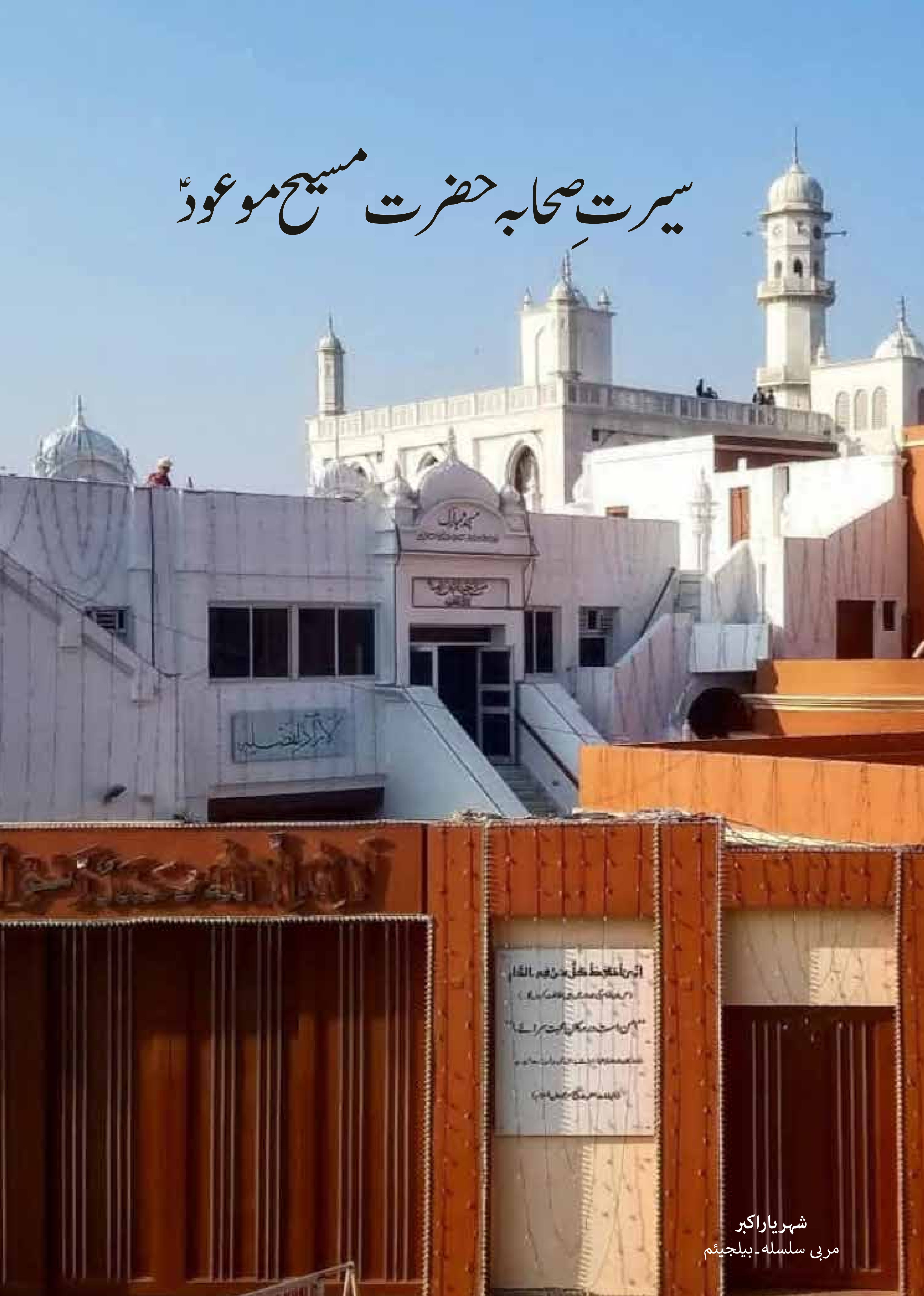

شہریار اکبر
مربی سلسلہ۔ بیلجیئم

خدمتِ دین کی طرف توجہ

حضرت رحمت اللہ صاحبؓ جن کی بیعت بذریعہ خط 1901ء میں ہوئی، کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جلسہ قریب آگیا۔ خاکسار نے دعائے استخارہ کیا تو غنودگی میں چند مرتبہ زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ ''بکوشید اے جواناں تا بہ دیں قوت شود پیدا'' (کہ اے جوانو! کوشش کرو کہ دین میں قوت پیدا ہو۔ یعنی خدمتِ دین کی طرف توجہ دو۔) کہتے ہیں کہ الحمد للہ! عاجز ہر جلسہ پر حضور کی موجودگی میں خدا کے فضل سے بمع احبابِ بنگہ حاضر ہوتا رہا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 2 صفحہ 36 از روایات حضرت رحمت اللہ صاحبؓ)

مبارک رویاء اور بیعت

حضرت محمد عبداللہ صاحبؓ جلد ساز ولد محمد اسماعیل صاحب جن کا بیعت کا سن مئی 1902ء ہے اور 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی۔ کہتے ہیں جو کچھ مجھے ملا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ مَیں نے بچپن میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ مبارک رؤیا میں دیکھی تھی کہ مَیں اپنے آپ کو پرندوں کی طرح اُڑتا ہوا دیکھتا ہوں اور مشرق کی طرف اُڑ رہا ہوں اور آگے جاکر دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ ہیں جن کی داڑھی اور سر کے بال مہندی سے رنگے ہوئے ہیں۔ جب 1903ء میں حاضر ہوا وہ شکل جو بچپن میں میں اُڑتے ہوئے دیکھی تھی وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 241 از روایات حضرت محمد عبداللہ صاحبؓ جلد ساز)

بیعت کی توفیق

حضرت خانزادہ امیر اللہ خان صاحبؓ جن کی بیعت بذریعہ خط 1904ء کی اور زیارت 1905ء یا 1906ء کی تھی، کہتے ہیں خواب کی باتیں حضرت مسیح موعود سے جبکہ میں قادیان میں گیا نہ تھا، دن کے وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ ہم تین احمدی ہیں۔ یہ عاجز، امیر اللہ احمدی اور بابو عالمگیر خان مرحوم، غیر مبائع دلاور خان۔ جنوب کی قطار میں کھڑے ہیں۔ ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفہ اوّل نور الدین علیہ الرحمۃ رُو بہ شمال کھڑے ہیں۔ مسیح علیہ السلام نے ہاتھ بڑھا کر میرے سینے کی طرف انگلی کر کے خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ ''یہ جنتی ہے''۔ پھر دوسرے احمدی کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے ''یہ بھی''۔ تیسرے کی نسبت کچھ نہ کہا۔ چونکہ مسیح موعود کی طرف مَیں ٹکٹکی لگائے ہوئے تھا مَیں تمیز نہ کر سکا کہ ہر دو احمدیوں میں سے مسیح موعود کا اشارہ کس کو تھا۔ اس کے بعد نظارہ اچانک بدل گیا۔ دیکھتا ہوں کہ ہم چار احمدی ایک یہ راقم اور مولوی عطاء اللہ مرحوم، عالمگیر خان، غیر مبائع دلاور خان اکٹھے بیٹھے ہیں، جس طرح روٹی کھانے کے لئے بیٹھتے ہیں۔ ہم آپس میں کہتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے میں باز ہوں، کوئی کہتا ہوں میں کاؤس ہوں، ایک کہتا ہے میں کبوتر ہوں، دوسرا کہتا ہے میں چکور ہوں۔ اتنے میں خلیفہ اول تشریف لائے۔ فرمایا تم اس کے لئے نہیں پیدا ہوئے کہ میں باز ہوں، کاؤس ہوں، کبوتر ہوں، چکور ہوں، کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ تیسرے کلمہ پڑھنے پر (دو تین دفعہ کلمہ پڑھا) بیدار ہوا خواب سے۔ ظہر کا وقت تھا، ایک بالشت بھر سایہ دیوار کا تھا۔ جب اگلے سال میں قادیان گیا تو وہی حلیہ خواب میں مسیح کا اور خلیفہ اول کا پایا۔ الحمد للہ۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 2 صفحہ 77 تا 79۔ از روایات حضرت خان زادہ امیر اللہ خان صاحبؓ)

عجیب خواب اور ملکہ وکٹوریہ

حضرت شیخ عطاء محمد صاحبؓ سابق پٹواری ونجواں بیان کرتے ہیں کہ خواب آیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بٹالہ کی سڑک پر ٹہلتے ہیں جو تحصیل کے محاذ میں ہے۔ (یعنی سامنے ہے۔) حضور نے مجھ کو ایک روپیہ دیا اور ملکہ کی تصویر پر کراس لگا دیا، کانٹا پھیر دیا، خط کھینچ دیا اور فرمایا کہ اس کو خزانے میں دے آؤ۔ جب یہ خواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنائی گئی تو حضور نے فرمایا کہ ملکہ مسلمان نہیں ہو گی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر ۱۰ صفحہ ۳۵۵ از روایات حضرت شیخ عطا محمد صاحبؓ سابق پٹواری ونجواں)

حضرت اقدسؑ کی نظر میں سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء، خیر الوریٰ حضرت محمد ﷺ کا مقام و مرتبہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''مَیں نے محض خدا کے فضل سے، نہ اپنے کسی ہنر سے، اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو مَیں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔ اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے۔ یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذّت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے''۔ (جب دنیا کی محبت نکالی جاتی ہے تو پھر محبت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔) ''اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ بلکہ یکطرفہ محبت کا دعویٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف و گزاف ہے۔ جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اس کی ڈال دی جاتی ہے۔۔۔۔۔۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 65-64)

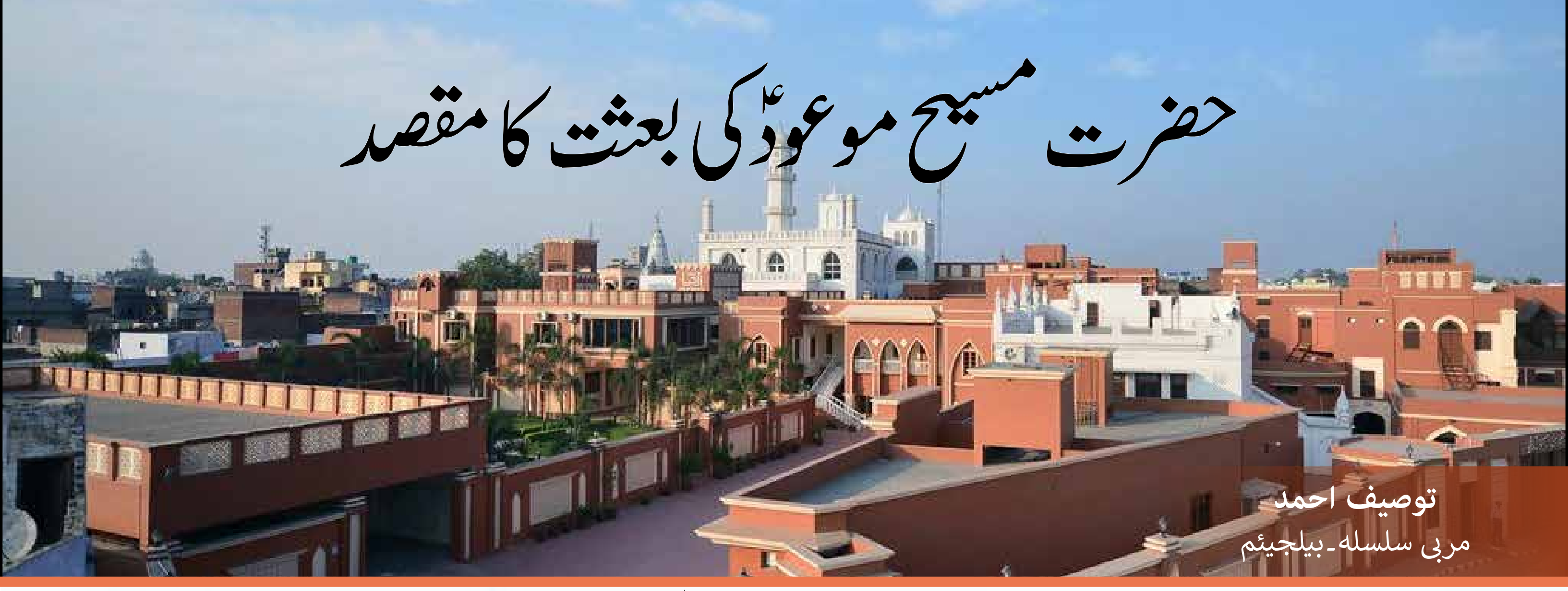

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد

توصیف احمد
مربی سلسلہ۔ بیلجیئم

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

جس وقت عالم انسانیت کفر کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوب چکی تھی ۔انسانوں کے لیے سانس لینا مشکل ہوتا جارہا تھا۔ والد اپنی بیٹی کی پیدائش کو اپنے لیے باعث ذلت سمجھتا تھا۔ ذرہ ذرہ سی باتوں پر جنگ چھڑ جایا کرتی تھی۔ معاشرہ بے راہروی کا شکار تھا آہوں اور سسکیوں میں دم لیتی انسانیت بھی کسی مسیحا کی منتظر تھی۔

ایسے نازک اور سلگتے ماحول میں اللہ تعالیٰ نے سرور کونین فخر دو عالم ﷺ کو نبی رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور یہ پیغام اور خوشخبری دے دی کہ اے محمد! ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ کچھ ایسی ہی حالت حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے قبل تھی، ۱۹ صدی کے آخر میں سارا ملک ہندوستان عسائیت کی بھرپور یلغار کی زد میں تھا، اور ہر طرف عیسائیت کی تبلیغی سرگرمیوں کا زور تھا۔

یہ ایسا خطرناک دور تھا جس میں دینی اقدار پامال کی جا رہی تھیں، نئی نسل بے دینی کے سیلاب میں بہی جا رہی تھی اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا سچا دین چند خود ساختہ رسموں کا مجموعہ بنتا جا رہا ہو۔ ایسے دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا، آپ فرماتے ہیں۔

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اسکی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہو گئی ہے اس کو دور کر کہ محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دیکھلاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کہ ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی امیزش سے خالی ہے، جو اب نابود ہو چکی ہے اسکا دوبارہ قوم میں دائمی پودہ لگا دوں۔"

(لیکچر لاہور جلد 20 صفحہ 180)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"انبیاء علیھم السلام کے دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی میں جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں۔ حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے۔ پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک ہے جو سب نبیوں کی تھی۔ یعنی مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف راہبری کرتا ہوں۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 11)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دور کرکے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔ اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کرکے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں۔ اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے اُن کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔"

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔"

(الوصیۃ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307،306)

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کے بعثت کے مقصد کو سمجھنے اور اسے پائے تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔“

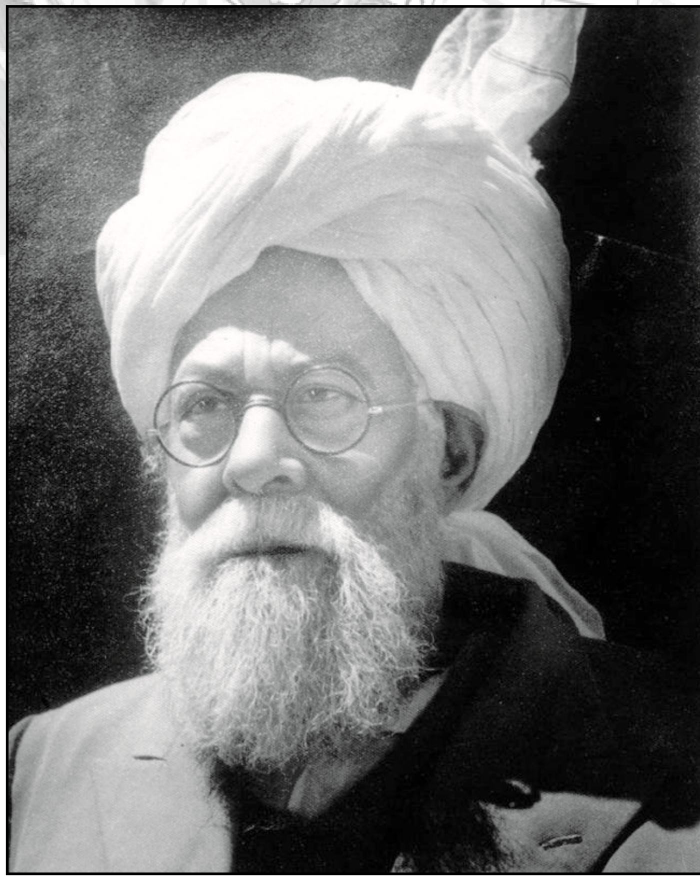

خدائے رحیم و کریم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ایک عظیم الشان نشان کی خوشخبری دی جس کا اعلان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے اپنے اشتہار 20 فروری 1886ء میں فرمایا:

”مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کردیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے، فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انھیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا، وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمھارا مہمان آتا ہے اس کا نام عمانوایل اور بشیر بھی ہے، اُس کو مقدس رُوح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے، اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا، وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظھر الاول و الآخر، مظھر الحق و العلاء کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 100-102)

پیشگوئی مصلح موعودؓ اور آپکا جذبۂ تبلیغ

توصیف احمد
مربی سلسلہ-بیلجیئم

اللہ تعالیٰ کی ازل سے یہ سنت جاری ہے کہ جب بھی وہ دنیا میں کوئی رسول یا نبی بھیجتا ہے تو اس کی صداقت ظاہر کرنے کی خاطر اسے آسمانی نشانات سے نوازتا ہے، یہ آسمانی نشانات اور پیشگوئیاں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کو بھی ثابت کرتی ہیں اور اللہ کے اس فرستادہ کی صداقت اور سچائی پر بھی مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں۔ ہمارے اس زمانہ میں جو امت محمدیہ کا دور آخرین ہے اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے روحانی غلام سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو احیائے اسلام کی خاطر، ایک امتی نبی کے طور پر، امام مہدی اور مسیح موعود کا منصب عطا فرما کر مبعوث فرمایا۔ آپؑ کی آمد کا مقصد خدا کے محبوب محمد ﷺ کے لائے ہوئے محبوب دین، دین اسلام کو سب دینوں پر غالب کرنا ہے، اس عظیم مقصد کی خاطر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی ساری زندگی وقف کر رکھی اور خدا کے حکم سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی جو اب خدا کے فضل اکناف عالم میں پھیلتی چلی جا رہی ہے، اور دنیا کے گوشے گوشے میں عظمت اسلام کا علم لہرا رہا ہے۔

مجاہدہ ہوشیار اور عظیم الشان پیشگوئی

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے بکثرت ایسی پیشگوئیاں بطور نشان عطا فرمائیں جو اپنے وقت پر بڑی شان سے پوری ہوئیں اور آپ کی صداقت کا نشان ٹھہریں۔ ان پیشگوئیوں میں سے ایک عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود سے متعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو 1882ء میں ماموریت کے الہام سے مشرف فرمایا۔ آپ نے خدمت اسلام کا علم اس شان سے بلند فرمایا کہ آپ کی خدمات برصغیر سے نکل کر یورپ اور امریکہ میں بھی سنائی دینے لگی۔ آپؑ نے ساری دنیا کو دعوت دی کہ وہ آئیں اور صداقت اسلام کے نشانات اس غلام احمد کے ذریعہ مشاہدہ کریں۔ اس وقت قادیان کے رہنے والوں غیر مسلموں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ باقی دنیا کو نشان نمائی کا اعلان کر رہے ہیں اور ہم جو آپکے پڑوس میں رہتے ہیں ہمارے لئے بھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی نشان دکھلایا جائے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس مخلصانہ درخواست کو قبول فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور تخلیہ میں خصوصی دعاؤں کے لئے سوجان پور جانے کا ارادہ فرمایا۔ اس مرحلہ پر الہاماً آپکو بتایا گیا کہ تیری عقدہ کشائی ہوشیار میں ہوگی۔ چنانچہ 1886ء کے شروع میں آپ اس عظیم روحانی مجاہدہ کے لئے ہوشیار پور تشریف لے گئے۔

قریباً 40 روز کی گریہ زاری کا شیریں پھل اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود کی صورت میں آپکو دیا۔ اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپکو بشارت دی کہ۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔"

20 فروری 1888ء کو شائع ہونے والی یہ عظیم پیشگوئی ہر لحاظ سے خدائے قادر کی قدرت اور جلال کی آئینہ دار ہے۔

عظیم پیشگوئی اور دنیا پرستوں کا ہنسی ٹھٹھا اور تمسخر

قارئین! پیشگوئی کہ وقت حضرت مسیح موعود کی عمر اکاون سال ہو چکی تھی، کون جانتا ہے کہ اس کی زندگی کتنی لمبی ہوگی، اور دوسر طرف خدا کی طرف سے حتمی وعدہ دیا جارہا ہے کہ فرزند موعود نو سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہو گا، کون کہ سکتا ہے کہ آپ اس عرصہ میں زندہ رہیں گے آپکی بیوی اس عرصہ میں زندہ رہی گی، پھر اولاد کا کون ضامن ہے، پھر اولاد ہو گی بھی تو بیٹا ہو گا یا بیٹی، کون اس کا دعویٰ کر سکتا ہے، اگر بیٹا بھی ہو تو کسے معلوم کہ وہ زندہ رہے گا یا نہیں، اور اگر زندہ رہے تو کن صفات کا حامل ہو گا۔ اور زندگی میں کیا کرے گا، قارئین یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کے بارہ میں کوئی انسان بھی حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ سب باتیں غیب کے پردوں میں چھپی ہوتی ہیں۔ عالم الغیب خدا کہ سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہاں وہ شخص بتا سکتا ہے جس کو خدائے ذوالجلال نے اس کا علم دیا ہو۔

دنیا کے مادہ پرست لوگوں نے اور تاریکی کے فرزندوں نے جب یہ حتمی اعلانات سنے تو اپنی جہالت سے بدزبانی پر اتر آئے۔ خدا کی بتائی ہوئی باتوں پر پھبتیاں کسنے لگے اور ہر ہر بات کو تمسخر کا نشانہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر نے بھی عجیب رنگ دکھایا۔

پیشگوئی کے چند ماہ بعد آپ کے ہاں ایک بیٹی کی ولادت ہوئی۔ مخالفین جھٹ بول پڑے کہ پیشگوئی غلط ہو گئی۔ ابھی ان کا مزید امتحان مقصود تھا۔ اگلے سال آپ کے ہاں ایک بیٹے کی ولادت ہوئی لیکن وہ پندرہ ماہ بعد وفات پا گیا۔ مخالفین نے شادیانے بجائے کہ خدا کی بات اور آپ کی بتائی ہوئی پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔ لیکن نہیں۔ کون ہے جو خدا کی بات کو جھوٹا کر سکے اور کون ہے جو خدائی تقدیر کے راستہ میں کھڑا ہو سکے، مخالفین کی ان تعلیوں کے جواب میں حضرت مسیح پاکؑ نے کامل یقین، جلال اور تحدی سے فرمایا کہ فرزند موعود خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ زمین وآسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔

فرزندِ موعود کی پیدائش مبارک

قارئین کرام! وہی ہوا جو ازل سے مقدر تھا۔ پیشگوئی میں پہلے روز سے بتائی گئی نو سالہ مدت کے اندر 12 جنوری 1889ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح پاکؑ کو ایک فرزند عطا فرمادیا۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

فرزند موعود جس کا پورا نام صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ہے اور یہ پسر موعود پیشگوئی کے عین مطابق پیدا ہوا۔ اس پیشگوئی میں مذکور ایک ایک بات اپنی ذات میں ایک عظیم پیشگوئی ہے۔ ایک ایک صفت ایسی ہے کہ جسکو یہ نصیب ہوجائے وہ عظمت و شوکت سے ہمکنار ہو جاتا ہے، پھر اس موعود فرزند کی عظمت کا اندازہ کیجئے جو ان سب صفات کا مصداق بننے والا تھا۔ دنیا کی نظر میں تو شاید ان اوصاف عالیہ کا ایک فرد واحد میں اجتماع قطعًا ناممکن بات ہو لیکن یہ اس قادر و توانا، رب ذی الجلال والاکرام کا کلام اور اس کی پیشگوئی تھی جس کے آگے کوئی بات انہونی اور مشکل نہیں۔ خدا نے جو چاہا وہ بالآخر ہو کر رہا۔

مطلعِ عالم پر ناموری و شہرت

ناممکن اور نامساعد حالات کے باوجود یہ سب باتیں پوری ہو کر رہیں۔ دنیا نے دیکھا، اپنے اور بیگانے، دوست اور دشمن سب اس بات کے زندہ گواہ بنے کہ حضرت مسیح پاکؑ کے مقدس گھر میں پیدا ہونے والا فرزند موعود۔ مصلح موعود کے طور پر مطلع عالم پر بڑی شان سے ابھرا جو صفات اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام میں بتائی گئی تھیں وہ ان سب کا مصداق ثابت ہوا۔ خدا کا سایہ ہمیشہ اس کے سر پر رہا۔ وہ جلد جلد بڑھا اور پیشگوئی میں مذکور ہر ایک بات کو پورا کرتے ہوئے فائزالمرام اس دنیا سے رخصت ہوا، اس عظمتِ شان کے ساتھ کہ اس کا نیک تذکرہ ہمیشہ جاری و ساری رہے گا کہ وہ خدائے رحمان کا ایک عظیم نشان تھا اور ظاہر ہے کہ خدائی نشانوں کی عظمت کبھی ماند نہیں پڑتی۔

قارئین، اس اجمالی ذکر کے بعد آیئے ذرا حضرت مصلح موعودؓ کے پیچھے قدم بہ قدم چلتے ہوئے آپکی زندگی پر ایک نظر ڈالیں۔

قلمی میدان کا عظیم شاہسوار

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا دور خلافت تاریخ احمدیت کا ایک تابناک اور سنہری دور ہے، جسکا ایک روشن باب آپکے زمانے میں اشاعت اسلام اور اشاعت قرآن کا کارنامہ ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ اسلام نہ پہلے کبھی تلوار کے زور پر پھیلا اور نہ ہی اب پھیل سکتا ہے، مذہبی جنگو جدال جماعتِ احمدیہ کا عقیدہ نہیں، بانیٔ جماعت احمدیہ نے یہ اعلان فرمایا کہ اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو کہ سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے، چنانچہ آپ قلمی اصلاح پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اترے، اور اسلام کی روحانی اور باطنی قوت کا کرشمہ دِکھلایا۔ آپ کے ہی فرزندہ دل بند گرامی ارجمند کے عہدِ خلافت میں اسلام کی اشاعت دنیا کے کناروں تک ہوئی، اسلام کی زندگی کا یہ درد تھا جو آپکے جسم میں خون کے ساتھ ساتھ دوڑتا تھا ساری زندگی آپ نے اسی درد کے ساتھ گزاری۔

اشاعتِ اسلام کی تڑپ اور گریہ وزاری

اشاعت اسلام کی تڑپ جب آپ چھوٹے ہی تھے کہ دل میں موجزن ہو گئی، راتوں کو اُٹھ کر لمبے لمبے سجدوں میں بے قرار ہو کر خدا کے حضور دعائیں کرنے لگے۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں ایک دفعہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مولا سے جو چاہوں گا مانگوں گا۔ مگر جب میں مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدہ میں پڑا ہوا ہے اور الحا سے دعا کر رہا ہے اُس کے اس الحا کی وجہ سے میں نماز بھی نہ پڑھ سکا اور اسکی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہو گیا اور میں بھی دعا میں محو ہو گیا اور میں نے یہ دعا کی کہ الٰہی یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے وہ اس کو دے دے۔ اور میں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اُٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے، میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر کے آئے ہوئے ہوں گے، جب انہوں نے سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ میں نے پوچھا کہ میاں، آج اللہ سے کیا کچھ لے لیا، آپ نے فرمایا کہ میں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی مجھے میری

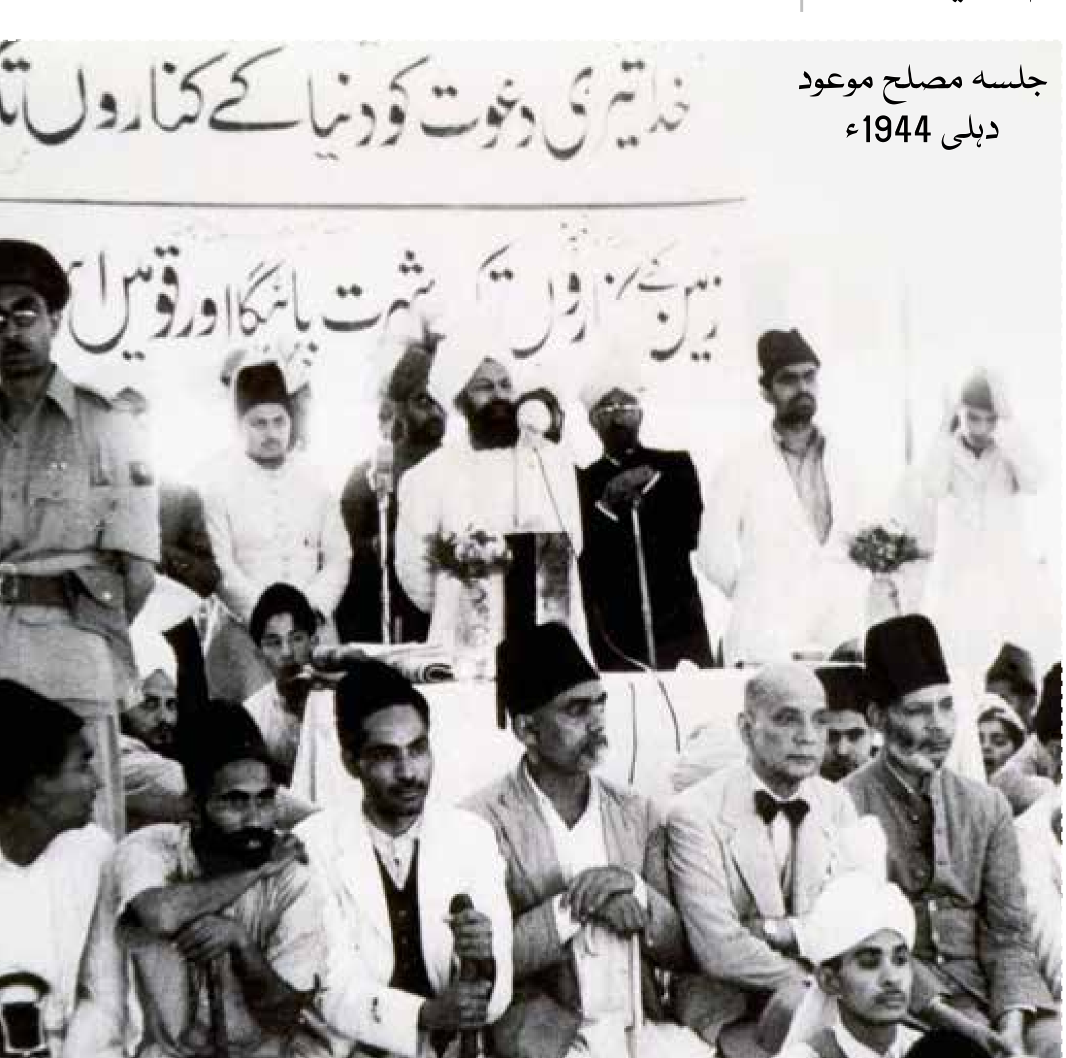

جلسہ مصلح موعود
دہلی 1944ء

آنکھوں کے سامنے اسلام کو زندہ کرکہ دیکھا۔

زمانہ خلافتِ ثانی اور جماعتِ احمدیہ کی عالمگیر ترقی

ہم سب گواہ ہیں، پھر خدا نے ان دعاؤں کو سنا اور آپکے دور خلافت میں احمدیت کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلنے لگا۔ حضرت مصلح موعودؓ اشاعت اسلام کی سی حیرت انگیز ترقی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں : طرح طرح کی مخالفتیں ہوئیں سیاسی بھی اور مذہبی بھی ،اندرونی بھی اور بیرونی بھی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ میں جماعت کو اور زیادہ ترقی کی طرف لے جاؤں۔ چنانچہ یہ جماعت بڑھنی شروع ہوئی،یہاں تک کہ آج دنیا کہ کونے کونے میں یہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے پھیل چکی ہے آج سینکڑوں ممالک زبانِ حال سے یہ گواہی دے رہے ہیں کہ میرے زمانۂ خلافت میں ہی اسلام کا نام ان تک پہنچا،میرے زمانہ خلافت میں ہی احمدیت کے نام سے وہاں کے رہنے والوں کے کان آشنا ہوئے۔ایک نہیں ،دو نہیں ، بیسیوں ممالک میں میرے ذریعہ اسلام اور احمدیت کا نام پہنچااور خدا نے مجھے توفیق عطا فرمائی کہ میں ایک غریب جماعت کے ذریعہ ان ممالک میں اسلام کا جھنڈا بلند کروں۔

عشقِ حقیقی کی پختہ اور مضبوط بنیادیں

قارئین !خدا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق آپ کی سیرت کا ایک دلکش پہلو ہے،بے شک آپ نے جس گھرانہ میں جنم لیا وہاں مائیں اپنے بچوں کو خدا اور اسکے رسول کی محبت اپنے دودھ کے ساتھ پلایا کرتی ہیں،لیکن آپکا خدا پر ایمان اور اس سے محبت ایک سنی سنائی بات پر موقوف نہ تھا۔آپ نے خدا کی ہستی پر غور کیا اور اسکی جستجو کی اور اسکو مانا اور پھر یہ ایمان ایسے عشق میں تبدیل ہوا کہ دنیا کا کوئی تعلق اور محبت اس سے آگے بڑھ نہ سکی۔عشقِ الٰہی کا ایک واقعہ تحریر کرتا ہوں جس سے پتہ چلتا ہے کہ حقیقی عشق کی کس قدر پختہ اور مضبوط بنیادیں تھیں۔

درازیٔ عمر کی ایک رویاء

1940ء کے قریب کا واقعہ ہے کے بہت سے احباب نے حضور کے وصال کی خوابیں دیکھیں۔جس پر حضور نے جماعت کے نام پر ایک وصیت بھی لکھ دی۔جماعت کا ہر بچہ اور بوڑھا،نوافل،روزہ،اور صدقات کے ذریعہ اپنے محبوب آقا کی درازی عمر کے لئے دعاؤں میں لگ گیا۔چنانچہ خدائے قادر و مطلق نے یہ آہ و زاری سنی اور درازی عمر کی خوشخبری دی اور درازی عمر کا ایک رؤیا حضرت مصلح موعودؓ نے بھی دیکھا۔

آپکی ایک صاحبزادی یہ ساری تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں۔وہ نظارہ آج بھی میرے سامنے موجود ہے۔جب سیّدنا حضرت ابا جان مغرب کی نماز کے بعد کھانا کھانے لے لئے تشریف لائے۔دستر خوان لگا ہوا تھا،اور حضور تخت پر بہت خاموش اور بہت اُداس لیٹے ہوئے تھے،کئی بار آپا جان،یعنی حضرت سیدۃ ام طاہرؓ نے کہا کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔کافی دیر کے بعد آپ ایک دم اُٹھے،اور دستر خوان کے قریب بیٹھ کر،بڑے درد سے یہ شعر پڑھا:

ہم دونوں میں حائل تھی جو، دیوارِ گراں وہ گر نا سکی
قسمت میں جدائی لکھی تھی،میں جا نہ سکا،وہ آنا سکے

آپا جان نے کہا آج اتنے اُداس کیوں ہیں، کیا بات ہے،اور یہ شعر آپ نے کیوں پڑھا،فرمانے لگے،میں تو سمجھا تھا کہ بس جلد ہی اب اپنے خدا سے جا ملوں گا،لیکن تم لوگوں نے مجھے جانے نہیں دیا۔

مصلح موعودؓ کے عظیم الشان کارناموں کی طویل فہرست

قارئین !76سال پر محیط برسنے والی خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کی اس بارش کے قطروں کو شمار کرنا، جوئے شیر لانے سے کم نہیں،آپکا دورِ خلافت نصف صدی پر محیط ہے،استحکامِ خلافت کے لئے تدابیر،نظارتوں کا

دورہ فرانس مسجد ۔1924ء

قیام، مجلسِ مشاورت کا نظام، تبلیغ کا وسیع انتظام، نور ہسپتال کا قیام، تحریک جدید اور وقفِ جدید، ذیلی تنظیموں کا قیام، دارالقضاء، دارالفتاء، قادیان کی ترقی، اور ایک نئے شہر ربوہ کا قیام، اور مختلف ممالک کی آزادی، الفضل اخبار کا اجراء، مختلف زبانوں میں تراجم قرآن ، الغرض آپکے کارناموں کی ایک طویل فہرست ہے۔ آپکی خلافت کا ایک ایک دن ہزار ہزار نشان اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا، آپکا وجود کوئی معمولی وجود نہ تھا۔ "کان اللہ نزل من السماء"۔

الٰہی سلسلہ کا اوّلین وارث اور خلافتِ احمدیہ

آسمان کا خدا قادیان میں اترا ہوا تھا، خدا کے پیارے مہدی کی مستجاب دعا کا یہ جواب تھا، نصرت جہاں کی گود کا ایک نایاب ہیرا تھا، جس کی ذات کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی اور اسلام کی صداقت کا ایک نشان ٹھہرایا جو مسیح موعودؑ کی سچائی ایک روشن دلیل تھا، اور اسلام کی ترقی جس کی ذات کے ساتھ وابستہ کر دی گئی تھی، ہستیٔ باری کا یہ نشان کبھی مٹ نہیں سکتا۔ یہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ جس نے چہار دانگِ عالم میں توحید کا جھنڈا لہرا دیا، افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں اللہ اکبر کی صدائیں جس کے دورِ خلافت میں بلند ہوئیں۔ جس نے خدمت اسلام کرنے والی ایک ایسی جماعت تیار کی جس کے ایمانی جوشِ حرارت کو آج تک کوئی مخالفت نہ ماند کر سکی اور نہ کبھی کر پائے گی۔ آپکی وہ پیاری جماعت جس کا سپہ سالار آپ کے بعد ناصر ہوا، جس کا راہنما پھر طاہر ہوا، اور جس کا امام اب مسرور ہے، وہ ہمیشہ زندہ رہے گا، اس کے کارنامے اسے ہمیشہ حیات جاوید عطا کئے رکھیں گے۔ اپنے بھی اسکے مخالف ہوئے، اور بیگانوں کی مخالفت کے ساتھ حکومتیں بھی شامل ہوگئیں۔ لیکن خدا کا سایہ اسکے سر پر رہا، نہایت جرأت کے ساتھ طوفانوں سے ٹکراتا ہوا، دشمن کے ہر وار کو اپنے دل پر سہتا ہوا، اپنی معصوم اور دل و جان سے عزیز پیاری جماعت کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے۔ اس الٰہی سلسلہ کو ترقی کی شہراؤں پر ایسا کامزن کر گیا، کہ اب جماعت احمدیہ پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا اور نہ ہی کبھی غروب ہو گا۔ انشاء اللہ

جس ننھے سے پودے کی تخم ریزی حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنے ہاتھوں سے کی، جماعت کے اس اولوالعزم امام نے اپنے خونِ جگر سے اسکو سینچا، اور وہ ایک تناآور درخت بنا، جسکی شاخیں دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئیں، جس کے سائے تلے خدا کی تھکی ماندی مخلوق آرام پا رہی ہے وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوا، وہ جلال الٰہی کا ایک مظہر بھی تھا، جو اس سے ٹکرایا پاش پاش ہوگیا، اور جس سے یہ ٹکرایا اسکو چکنا چور کر کہ رکھ دیا۔

مصلحِ موعودؓ کے فیوض و برکات کا تاقیامت سلسلہ واجر

حضرت مصلح موعودؓ تو انسان ہونے کے ناطے، اس دنیا سے رخصت ہوئے اور اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھائے گئے لیکن یہ آسمانی نشان ہمیشہ زندہ رہے گا اور حضرت مصلح موعودؓ کی حسین یاد بھی اس نشان کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہے گی اور اس کے فیوض قیامت تک جاری و ساری رہیں گے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

اس عظیم الشان پیشگوئی کے ایمان افروز ظہور کو دیکھ کر اور اس پیشگوئی کی جاری و ساری عالمگیر تاثیرات کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد آج الحمدللہ ہم پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ

اب وقت آگیا ہے کہ کہتے ہیں حق شناس
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

☆...☆...☆

مسجد بیت الفضل لندن -1924ء

پاکیزہ منظوم کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ

ہیں آسمان کے تارے گواہ ، سُورج چاند
پڑے ہیں ماند ، ذرا کچھ بچار کر دیکھو

ضرور مہدی دوراں کا ہو چکا ہے ظہور
ذرا سا نورِ فِراست نکھار کر دیکھو

خزانے تم پہ لٹائے گا لا جرم لیکن
بس ایک نذر عقیدت گزار کر دیکھو

اگر ہے ضد کہ نہ مانو گے ، پر نہ مانو گے
توہوسکے جو کرو ، بار بار کردیکھو

بدل سکو تو بدل دو ، نظام شمس و قمر
خلاف گردشِ لیل و نہار کر دیکھو

پلٹ سکو تو پلٹ دو ، حرام شام و سحر
حِساب چَرخ کو بے اعتبار کردیکھو

جو ہوسکے تو بستاروں کے راستے کاٹو
کوئی تو چارہ کرو، کچھ تو کارکر دیکھو

سوار لاؤ ، پیادے بڑھاؤ ،چڑھ دوڑو
جو بن سکے وہ پئے کار زار کر دیکھو

خدا کی بات ملے گی نہیں ، تم ہو کیا چیز
اٹل چٹان ہے ، سر مار مار کر دیکھو

اُتر رہی ہیں فلک سے گواہیاں ۔ روکو
وہ غل غپاڑہ کرو ، حال زار کر دیکھو

گواہ دو ہیں ، دو ہاتھوں سے چھائیاں پیٹو
خُسُوف شمس ، قمر ، بار بار دیکھو

جلن بہت ہے تو ہوتی پھرے نہ نکلے گی
بھڑاس سینے کی ، بک بک ہزار کر دیکھو

قفس کے شیروں سے کرتے ہو روز دو دو ہاتھ
دوآنکھیں بَن کے بَبرسے بھی چارکر دیکھو

مِری سنوتو پہاڑوں سے سَر نہ ٹکراؤ
جومیری مانو تو عجز اختیار کر دیکھو

(جلسہ سالانہ یوکے 31 جولائی 1993ء)

تربیتِ اولاد

عاطف وقاص

ٹورنٹو۔ کینیڈا

دنیا ایک ایسے دور سے گزر رہی ہے جس میں ثقافتیں، کلچر، تہذیبیں تیزی سے گھل مل رہی ہیں اور اسی لیے بدل بھی رہی ہیں۔ یہ تہذیبوں یا کلچر کے مابین کوئی اعلانیہ جنگ نہیں ہے نہ ہی یہ ایک صاف دکھائی دینے والی سازش ہے بلکہ یہ ایک سادہ تبدیلی ہے جو اس لیے رونما ہورہی ہے کیونکہ مختلف قومیں اور گروہ مختلف وجوہات کے باعث جغرافیائی طور پر تیزی سے اپنی جگہ بدل رہے ہیں۔ بعض لوگوں کو بہتر وسائل اور امن کی تلاش ہے کیونکہ وہ ایسے ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں جہاں جنگ ہے، ظلم ہے اور معاشی بدعنوانی ہے۔ بعض محض پر تعیش زندگی کی تلاش میں ہیں اور بعض اپنے بنیادی انسانی حقوق کی تلاش میں ہیں۔ یہ ہوسکتا ہے کہ معاشی وسائل کے ارتکاز میں یا تقسیم میں سازش ہورہی ہو یعنی طاقتور حکومتیں کمزور قوموں کے وسائل چھین چھین کر اپنے ملکوں میں جمع کررہی ہوں مگر لوگ کسی سازش کی وجہ سے اتنے بڑے پیمانے پر ہجرت نہیں کررہے بلکہ یہ وسائل اور بہتر حالات کی تلاش کے ساتھ ساتھ سیاسی ناانصافیوں کا نتیجہ ہے اور اس کی ایک بڑی وجہ صنعتی ممالک کی وہ اشتہاری مہم بھی ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں میں اپنی مصنوعات کے حصول کے لئے غیر معقول اشتہاء پیدا کررہے ہیں۔

اب جبکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ افریقہ کے لوگ کینیڈا اور امریکہ کے لوگ یورپ اور ایسے ایشیائی ممالک جو ترقی پذیر ہیں ان کے لوگ ہر اس خطۂ زمین میں جاکر آباد ہورہے ہیں جو ان کے ملک سے بہتر ہے تو اس کا ایک سادہ نتیجہ یہ ہے کہ کلچر یا ثقافت بھی جو کسی معاشرے کی پہچان اور اس معاشرے کی بقا کی ضامن ہوتی ہے فرد یا خاندان کے ساتھ اسی طرح ہجرت کرتی ہے جیسے وہ خود کرتے ہیں۔ جہاں جاکر وہ آباد ہوتے ہیں وہاں پر بھی پہلے سے ایک یا کئی ثقافتوں کی مرکب شکل موجود ہوتی ہے۔ وہ وہاں کے رسم و رواج میں ہوتی ہے وہاں کے لباس میں ہوتی ہے، اسکول کی کتابوں میں موجود نظریات میں ہوتی ہے، اساتذہ کے دماغوں میں اور الفاظ میں ہوتی ہے، وہاں کے کھیل اور کھیل کے میدان میں ہوتی ہے، وہاں تیار ہونے والی تمام اشیاء میں ہوتی ہے، وہاں کے بازاروں اور وسیع وعریض دکانوں میں ہوتی ہے۔ یعنی ہم دیکھ سکتے ہیں کہ وہ ہر طرف ہوتی ہے مگر وہ آپ پر کوئی ظاہری حملہ نہیں کررہی ہوتی نہ ہی وہ کوئی سازش کررہی ہوتی ہے وہ بس وہاں ہوتی ہے کیونکہ وہ وہاں کے لوگوں، گھروں اور اداروں کی پیدا کردہ ہے اور ان کے اعتقادات کی بنیاد ہے۔

ایک مہاجر فرد یا خاندان جب وسائل اور بہتر معیشت کے باعث کسی دوسرے ملک میں آکر آباد ہوتا ہے تو اپنے ساتھ جو کلچر یا ثقافت لاتا ہے اس کا دائرہ محدود ہوتا ہے جیسے مثلاً وہ ایک بہت چھوٹا سا دائرہ ہو جو ایک بہت بڑے دائرے میں گھوم رہا ہو۔ وہ دائرہ خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو جب تک اس میں رخنہ نہیں آئے گا بڑے دائرے سے کچھ بھی اس کے اندر داخل نہیں ہوسکے گا البتہ چھوٹے دائرے کی دیواریں ہر طرف سے بڑے دائرے سے مل رہی ہوں گی۔ یعنی مہاجر خاندان یا فرد ہجرت کے بعد اگر گوشہ نشینی اختیار کرلے یا معاشرے سے الگ تھلگ رہے تو اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا بلکہ اس کے برعکس وہ ہجرت سے پہلے کے حالات سے زیادہ خراب حالات میں چلا جائے گا۔

مہاجر خاندان کے افراد روزانہ اس دائرے سے نکل کر بڑے دائرے میں داخل ہوتے ہیں اور پھر واپس لوٹ آتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ اس کلچر کے کچھ اثرات لاتے ہیں تو جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ اس کلچر سے نفرت کرکے، اس کا مذاق اڑاکر، اسے بلا دلیل گناہوں کی دلدل قرار دے کر آپ اپنے آپ میں یا اپنے بچوں میں موجود اپنی ثقافت کی ایسی اقدار کو محفوظ نہیں رکھ سکتے جسے آپ بہتر سمجھتے ہیں۔ آپ بچوں کو اس بات پر بھی قائل نہیں کرسکتے کہ اس ملک کے کلچر سے جنگ کرو کیونکہ باہر کوئی ایسی ظاہری جنگ نہیں ہورہی۔ مزید یہ کہ وہاں آکر آباد آپ ہوئے ہیں اس ثقافت کے لوگوں نے آپ کو مدعو نہیں کیا نہ جبراً سیاہ فام غلاموں کی طرح آپ کو لایا گیا ہے۔ مقصد یہ کہ آپ بچوں کو کمزور دلائل سے یا محض جذباتی باتوں سے قائل نہیں کرسکتے۔

بچوں
کی تربیت میں
سب سے ضروری بات ہے
والدین کا نیوٹرل رہنا یعنی غیر
جانبدار رہنا کیونکہ غیر جانبدار ہوئے
بغیر انسان انصاف نہیں کرسکتا نہ
ہی وہ نیکی اور بدی میں تمیز
کرسکتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کرنا کیا چاہیئے کہ ہم اس نئے معاشرے کا مفید حصہ بھی بن جائیں جہاں آکر ہم آباد ہوئے ہیں اور ہماری ثقافت اور وہ اقدار جو ہمیں ہمارے مذہب اور معاشرے نے سکھائی ہیں اور جو تجربے اور دلیل سے مفید ثابت ہوچکی ہیں وہ بھی ہمارے بچوں میں آجائیں۔ جیسے نکاح کی افادیت معاشرتی علوم، تاریخ اور سائنس سے ثابت شدہ ہے۔ مثلاً سائنس کی رو سے ایک شریک حیات کے ساتھ زندگی گزارنے سے انسان ان تمام جنسی بیماریوں سے محفوظ ہوجاتا ہے جو نکاح کی عدم موجودگی میں بار بار ساتھی کو بدلنے سے لاحق ہوتی ہیں۔ اس بات کا جواب بہت سادہ ہے۔

اوّل آپ خود ان اقدار پر قائم رہیں جن پر آپ اپنے بچوں کو قائم رکھنا چاہتے ہیں جب آپ قائم رہیں گے تو بچے بھی اس کا اثر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰہِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ (سورۃ الصف: 4) اس آیت کی تفسیر میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ’’تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کرلو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی‘‘ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ الصف صفحہ 393)
دوم: اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا (سورۃ البقرہ :84) اور لوگوں سے نیک بات کہا کرو۔ حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں لوگوں کو وہ باتیں کہو جو واقعی طور پر نیک ہوں (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 350)۔ پس آپ بلا سوچے سمجھے بچوں کے سامنے اپنی ثقافت، معاشرے، رسم و رواج اور ملک کی تحقیر نہ کریں۔ بلا تحقیق ان کے سامنے اپنے ملک میں آنے والی تباہیوں کی پیش گویاں نہ کریں۔ جیسے آپ نے لوگوں کو اکثر یہ کہتے سنا ہوگا کہ فلاں ملک تباہ ہوگیا۔ فلاں ملک کے حالات کبھی نہیں بدل سکتے۔ ہمارے لوگ کبھی انسان نہیں بن سکتے۔ ہمارے ملک میں کچھ نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہوسکتا ہے آپ کہیں کہ جب وہاں ایسا ہے تو ہم کیوں نہ کہیں تو میرا جواب ہوگا کہ جس ثقافت میں آپ اپنے خاندان کو لے آئے ہیں اگر وہ اتنا ہے مثالی ہے تو پھر آپ اپنے بچوں کو اس سے بچانا کیوں چاہتے ہیں ۔ اصل بات یہ ہے کہ ناحق ، بلا تحقیق ، محض تعصب ، حسد ، خوف یا دیکھا دیکھی کی بنیاد پر نہ اس ثقافت کو برا بھلا کہیں جہاں آپ ہجرت کرکے آئے ہیں اور نہ بلاوجہ اپنی ثقافت کو کمزور ، قابل نفرت اور پس ماندہ کہیں ۔ آپ صرف اتنی بات کریں جتنی ہے ۔ اسے عمومیت کا رنگ نہ دیں کیونکہ جو آپ اپنے کلچر کے بارے میں جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں وہ آپ کے بچے نہیں جانتے ۔ یعنی آپ کے بچوں کو پتہ ہونا چاہیئے کہ نکاح اور شادی بری نہیں ہے بلکہ بعض لوگ اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کے بد نتائج کو شادی یا نکاح سے منسوب کرتے ہیں ۔ آپ اپنے بچوں کو کھل کر بتائیں کہ ہمارے ملک میں ، معاشرے میں ، ثقافت میں یہ یہ خوبیاں ہیں ۔ ہماری ہجرت کی بڑی وجہ بہتر معاشی حالات کی تلاش ہے ۔ مذہبی مخالفت اور مشکلات بھی ہیں لیکن مخالفت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمارا کلچر ہی قابل نفرت ہے ۔ ہماری ہجرت مکانی ہے یعنی بہتر حالات اور مذہبی آزادی کی خاطر ہم نے جگہ بدل لی ہے مگر ہم نے اپنی اقدار کو نہیں بدلا ہے ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ انسان اچھی چیز کے لیے خراب یا پرانی چیز چھوڑ دیتا ہے تو ایسا تو وہ اس وقت بھی کرتا ہے جب وہ اپنے کلچر اور ملک میں رہ رہا ہوتا ہے ۔ جیسے پاکستان میں رہنے والے لوگ پہلے لکڑی کا ایندھن استعمال کرتے تھے پھر وقت کے ساتھ جو بہتر شکلیں ایندھن کی آئیں وہ سب نے اپنا لیں مگر اس کے لئے یہ کہنا کہ پہلے جو لوگ لکڑی استعمال کرتے تھے وہ جاہل تھے ، بیوقوف تھے ، غریب تھے اور انہیں دنیا کا کچھ پتہ ہی نہیں تھا غلط ہے ۔ یہی صورت جدید مغربی ممالک میں ہجرت کرکے آنے والوں کی ہے ۔ اگر یہاں صاف ستھری سڑکیں ہیں ، ٹریفک کے قوانین ہیں ، لوگ قانون پسند ہیں ۔ گاربیج بنز ہیں ۔ ایمبولینس جلد آجاتی ہے تو ہم اس سے فائدہ اٹھالیتے ہیں مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ معاشرہ ہمارے معاشرے سے زیادہ عقل مند ہے ، زیادہ نیک ہے ، زیادہ مہذب ہے ۔ کیونکہ اسی معاشرے میں ہم جنس پرستی کو قانونی شکل دی گئی ہے اور محض ذاتی پسند ناپسند کے لیے جنس کی تبدیلی کو فروغ دیا جارہا ہے ۔ پس ہر معاشرے اور کلچر کے تاریک پہلو بھی ہیں اور روشن بھی ۔

بچوں کی تربیت میں سب سے ضروری بات ہے والدین کا نیوٹرل رہنا یعنی غیر جانبدار رہنا کیونکہ غیر جانبدار ہوئے بغیر انسان انصاف نہیں کرسکتا نہ ہی وہ نیکی اور بدی میں تمیز کرسکتا ہے ۔ کسی معاشرے کے تاریک پہلوؤں سے اتنا ڈر جانا کہ اس سے نفرت اور حقارت کا درس دینا شروع کردیا جائے اور کسی معاشرے کی مادی ترقی یا ظاہری خوبصورتی سے اتنا متاثر ہوجانا کہ بچوں کو شعوری یا لاشعوری طور پر گویا اس معاشرے اور ثقافت کو مقدس بناکر دکھایا جائے انصاف کے خلاف ہے اور یہ عمل انسان کو بچوں کی تربیت معاملے میں بے بس کردیتا ہے ۔ آپ منصف مزاج بنیں ۔ حق بات بھی بچوں کی عمر کے حساب سے کہیں بعض باتیں بچوں کو نہ بتائی جائیں تو بہتر ہے یا کم از کم احتیاط سے بتائی جائیں ۔ مثلاً لوگ بچوں کے سامنے کہتے ہیں کہ پاکستانی جاہل ہیں حالانکہ اس بات کو ایسے بھی کہا جاسکتا ہے کہ وسائل کی کمی اور ناانصافی کی وجہ سے پاکستان میں لوگ کم تعلیم یافتہ ہیں ۔ بچوں کو دونوں ثقافتوں ، اقدار اور معاشروں کا منصفانہ موازنہ کرنے کے قابل بنائیں ۔ یعنی آپ کے بچے اس قابل ہوں کہ اگر کوئی پاکستان سے آکر ایسی بات کرے جو درست نہ ہو ، یا مبالغہ ہو ، یا نفرت اور تعصب کی بنیاد پر ہو تو آپ کے بچے اسے ادب احترام سے رد کریں ۔ یعنی آپ اپنے بچوں کو حق کی پہچان کرنے کی صلاحیت دیں انہیں تعصب اور مبالغے کو پہچاننے کا ہنر سکھائیں ۔ مثلاً آپ اپنے بچوں کو اگر یہ بتاتے ہیں کہ ربوہ اور قادیان میں جو روحانی سکینت ہے ، جو تاثیرات ہیں وہ بے مثال ہیں ۔ جیسے دنیا میں صرف ربوہ وہ جگہ ہے جہاں ایک مسجد ہے جس کا نام مسجد مبارک ہے اور اس میں ایک محراب ہے جہاں امام کھڑا ہوکر نماز پڑھاتا ہے ۔ اور وہ محراب دنیا میں کہیں اور نہیں کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کے چار خلفاء مسیح موعودؑ نے نماز پڑھائی ہے ۔ ربوہ وہ شہر ہے جس میں واحد نوبل انعام یافتہ احمدی مسلمان سائنس دان ڈاکٹر عبدالاسلام مرحوم مدفون ہیں اور یہ ان کی وصیت اور خواہش تھی کہ وہ ربوہ میں دفن ہوں ربوہ کی ایک گلی میں مؤرخ احمدیت مولانا دوست محمد شاہد رہا کرتے تھے ۔ ربوہ کہ ایک گھر میں مفتیٔ سلسلہ رہتے ہیں ۔ ربوہ میں وہ بہشتی مقبرہ ہے جہاں حضرت اماں جانؓ اور حضرت مصلح الموعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مدفون ہیں ۔ جہاں حضرت مسیح موعودؑ کے جید اور ستارہ نما صحابہؓ مدفون ہیں ۔ نیز ربوہ ہی وہ شہر ہے جہاں ہمارے محبوب حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پیدا ہوئے جوان ہوئے تعلیم حاصل کی اس زمین پر آپ چلے ، کھیلے ہنسے وہاں حضور کے باغات ہیں وہاں حضور کی پرنور مسکراہٹیں بکھری ہیں ۔ تو جب آپ کے بچوں کے سامنے کوئی پاکستان سے واپس آکر کہے گا کہ اب وہاں کچھ نہیں رہ گیا تو آپ کے بچے کہہ سکیں گے یا کم از کم سوچ سکیں گے یہ محض ایک کم علم شخص کی بات ہے جو جانتا ہی نہیں کہ کس معاشرے ، شہر اور ثقافت کی کون سی بات اہم ہے ۔ اسی طرح اگر کوئی ان کے سامنے مغربی ممالک کے کلچر کے تاریک پہلوؤں کی تعریف کرتا ہے مثلاً کپڑے تو صرف برینڈڈ ہی اچھے ہیں

۔ میں نے اتنے مکانات اور اتنی گاڑیاں لی ہیں۔ ہم نے اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی پر اتنا خرچ کیا ہے تو آپ کے بچوں کو پتہ ہونا چاہیئے کہ برینڈز کے پیچھے ترقی پذیر ممالک کے مزدوروں کا وہ پسینہ اور درد چھپا ہے جو ان سے انتہائی سخت محنت کروا کر انتہائی حقیر اجرت دینے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ محض مہاجروں کی سوچ نہیں بلکہ یہاں تعلیم حاصل کرنے سے ہی یہ بات منکشف ہوئی کیونکہ برینڈز کا یہ بدصورت پہلو اسکولوں، اور یونیورسٹیوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ آپ اپنے بچوں کو بتائیں کہ بنگلہ دیش جیسے ترقی پذیر ممالک میں کپڑوں کی فیکٹریوں میں کام کرنے والے ملازمین کا کس طرح سے استحصال کیا جاتا۔ اس کے لئے آپ کو تحقیق کرنی ہوگی۔ پھر آپ کے بچوں کو جب یہ علم ہوگا کہ سرمایہ دارانہ نظام جسے کیپیٹیلزم بھی کہا جاتا ہے اور جو مغربی ممالک کا جدید مذہب بن گیا ہے اس کا سارا دارومدار سود پر ہے۔ گاڑی، گھر ہر چیز سود پر ہے۔ اس وجہ سے بہتر ہے کہ یہاں انسان صرف اپنی ضرورت کی چیز خریدے نہ کہ دکھاوے یا حرص و ہوس کے لئے۔ پس جب آپ کے بچے یہ جانتے ہوں گے تو وہ اس شخص کی باتوں سے متاثر ہونے کی بجائے اسے قابلِ رحم خیال کریں گے۔ یعنی جائیداد یا دولت تو انسان کو طاقتور اور بااختیار بناتی ہے یا اسے بنانا چاہیئے تو پھر ایسے مکانات یا دولت کا کیا فائدہ جو انسان کو قید کردے نہ وہ اپنی مرضی سے سیر و سیاحت کر سکے نہ زیارت مراکز احمدیت کو جا سکے نہ آزادانہ جماعت کے روحانی اجتماعات میں شامل ہو سکے۔ اسی طرح خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے ملاقات کے لئے جانا کس قدر ضرورری ہے اور دنیا اور آخرت میں حصول جنت کے لیے ضروری ہے۔ پس ایسی مصروفیت، معاہدے، سودی قرض کی ادائیگی کی قید و بند کس کام کی جو انسان کو ان تمام رحمتوں، لطف، اور مزے سے محروم کردے۔ پس تربیت اولاد کا صندوق کھول کر اس میں یہ سب ضروری اوزار رکھیئے اور پھر اپنے بچوں کے اذہان میں روز ہونے والی تبدیلیوں کو خدا تعالیٰ اور اس کے مسیح و مہدیؑ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق ان کی صحیح جگہ پر رکھیں۔ یہ ایک گاڑی کے انجن کو کسٹومائز کرنے جیسا ہوگا کیونکہ تربیت اولاد دنیا کا سب سے پیچیدہ مگر اہم کام ہے۔ اس موجودہ زمانے کے مسائل اور ان کے حل کی طرف راہنمائی فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

اور اگر معقولی طور پر نظر کریں تب بھی ظاہر ہے کہ ذلالت کا زمانہ عبادت اور اطاعت الٰہی کے لئے دوسرے زمانہ سے زیادہ تر موجب قربت و ثواب ہے پس وہ دوسرے زمانوں سے زیادہ افضل ہے اور اس کی عبادتیں بباعث شدت و صعوبت اپنی قبولیت سے قریب ہیں اور اس زمانہ کے عابد رحمت الٰہی کے زیادہ تر مستحق ہیں کیونکہ سچے عابدوں اور ایمانداروں کا مرتبہ ایسے ہی وقت میں عنداللہ متحقّق ہوتا ہے کہ جب تمام زمانہ پر دنیا پرستی کی ظلمت طاری ہو اور سچ کی طرف نظر ڈالنے سے جان جانے کا اندیشہ ہو اور یہ بات خود ظاہر ہے کہ جب دل افسردہ اور مردہ ہوجائیں اور سب کسی کو جیفہ دنیا ہی پیارا دکھائی دیتا ہو اور ہر طرف اس روحانی موت کی زہرناک ہوا چل رہی ہو اور محبت الٰہیہ یک لخت دلوں سے اٹھ گئی ہو اور روح بحق ہونے میں اور وفادار بندہ بننے میں کئی نوع کے ضرر متصوّر ہوں نہ کوئی اس راہ کا رفیق نظر آوے اور نہ کوئی اس طریق کا ہمدم ملے بلکہ اس راہ کی خواہش کرنے والے پر موت تک پہنچانے والی مصیبتیں دکھائی دیں اور لوگوں کی نظر میں ذلیل اور حقیر ٹھہرتا ہو تو ایسے وقت میں ثابت قدم ہو کر اپنے محبوب حقیقی کی طرف رخ کرلینا اور ناہموار عزیزوں اور دوستوں اور خویشوں اور اقارب کی رفاقت چھوڑ دینا اور غربت اور بے کسی اور تنہائی کی تکلیفوں کو اپنے سر پر قبول کرلینا اور دکھ پانے اور ذلیل ہونے اور مرنے کی کچھ پرواہ نہ کرنا حقیقت میں ایسا کام ہے کہ بجز اولوالعزم مرسلوں اور نبیوں اور صدیقوں کے جن پر فضلِ احدیّت کی بارشیں ہوتی ہیں اور جو اپنے محبوب کی طرف بلا اختیار کھینچے جاتے ہیں اور کسی سے انجام پذیر نہیں ہوسکتا اور حقیقت میں ایسے وقت کی ثابت قدمی اور صبر اور عبادت الٰہی کا ثواب بھی وہ ملتا ہے کہ جو کسی دوسرے وقت میں ہرگز نہیں مل سکتا۔ سو اسی جہت سے لیلۃ القدر کی ایسے ہی زمانہ میں بنا ڈالی گئی کہ جس میں بباعث سخت ذلالت کے نیکی پر قائم ہونا کسی بڑے جواں مرد کا کام تھا یہی زمانہ ہے جس میں جواں مردوں کی قدر و منزلت ظاہر ہوتی ہے اور نامردوں کی ذلّت بہ پایہ ثبوت پہنچتی ہے۔

براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 641-642-643

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

معقولی: عقل کے مطابق Logically

ذلالت: گمراہی، غفلت، جہالت deviation from the right path

موجب قربت و ثواب: یعنی خدا تعالیٰ کے قرب اور ثواب کی وجہ بن جانا۔

بباعث: یعنی کی وجہ سے

صعوبت: دشواری، مصیبت hardships

عنداللہ متحقّق ہونا: خدا تعالیٰ کے نزدیک یا حضور کسی بات کا سچ ثابت ہونا established

دنیا پرستی کی ظلمت: to become materialistic and spiritually blind

جیفہ دنیا: دنیا کا مردہ جسم یعنی مادیت جس میں زندگی نہیں ہے مگر کشش بہت ہے۔ جیسے مکانات، زیورات، زمین، دولت وغیرہ Carcass of this material world

زہرناک: زہر سے بھرا ہوا، پُر، معمور، لبریز، اثر پذیر poisonous؛ جیسے: دردناک، آتش ناک، شرم ناک، افسوس ناک، حیرت ناک وغیرہ۔

کئی نوع کے ضرر متصوّر ہوں: کئی طرح کے نقصانات کا خیال آئے۔ متصوّر یعنی خیال Imagination/estimation

راہ کا رفیق: ہم خیال، ساتھ دینے والا، جو منزل تک پہنچنے میں مدد کرے۔

طریق کا ہمدم: ایک جیسے عقیدے، خیال، نظریے اور فلسفہ پر یقین رکھنے والے لوگ۔ like-minded people

ناہموار: (مجازاً) نالائق، بے ادب، بدتمیز، غیر شائستہ، پست، ناموزوں۔ metaphorically

حافظ جہانزیب قریشی
ایوپن۔بیلجیئم

شرائطِ بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں

دوسری شرطِ بیعت (قسط اوّل)

"یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے"۔

اس ایک شرط میں نو قسم کی برائیاں بیان کی گئی ہیں کہ ہر بیعت کرنے والے کو، ہر اس شخص کو جو اپنے آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے ان برائیوں سے بچنا ہے۔

اصل میں تو سب سے بڑی برائی جھوٹ ہے۔ اس لئے جب کسی شخص نے آنحضرت ﷺ سے یہ کہا کہ مجھے کوئی ایسی نصیحت کریں جس پر میں عمل کر سکوں کیونکہ میرے اندر بہت ساری برائیاں ہیں اور تمام برائیوں کو میں چھوڑ نہیں سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عہد کرو کہ ہمیشہ سچ بولو گے اور کبھی جھوٹ نہیں بولو گے۔ اس وجہ سے ایک ایک کر کے اس کی ساری برائیاں چھوٹ گئیں کیونکہ جب بھی اسے کسی برائی کا خیال آیا اور ساتھ ہی یہ خیال آتا کہ جب پکڑا گیا تو آنحضرت ﷺ کے سامنے پیش ہوں گا۔ جھوٹ نہ بولنے کا وعدہ کیا ہے۔ سچ بولا تو یا تو شرمندگی ہوگی یا سزا ملے گی۔ اس طرح آہستہ آہستہ کر کے اس کی تمام برائیاں ختم ہو گئیں۔ اصل میں تو جھوٹ ہی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

اب اس کی میں مزید وضاحت کرتا ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔ (الحج 31)

اس کا ترجمہ یہ ہے: اور جو بھی اُن چیزوں کی تعظیم کرے گا جنہیں اللہ نے حرمت بخشی ہے تو یہ اس کے لئے اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے۔ اور تمہارے لئے چوپائے حلال کریئے گئے سوائے ان کے جن کا ذکر تم سے کیا جاتا ہے۔ پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔

یہاں شرک کے ساتھ جھوٹ بھی رکھا گیا ہے۔ پھر فرمایا:

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۗ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۗ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ۔ (الزمر آیت 4)

ترجمہ: خبردار! خالص دین ہی اللہ کے شایانِ شان ہے اور وہ لوگ جنہوں

نے اُس کے سوا دوست اپنالئے ہیں (کہتے ہیں کہ) ہم اس مقصد کے سوا اُن کی عبادت نہیں کرتے کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کرتے ہوئے قرب کے اونچے مقام تک پہنچا دیں۔ یقیناً اللہ اُن کے درمیان اُس کا فیصلہ کرے گا جس میں اختلاف کیا کرتے تھے۔ اللہ ہرگز اُسے ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا (اور) سخت ناشکرا ہو۔

صحیح مسلم میں ایک حدیث ہے۔ عبداللہؓ بن عمرو ابن العاصؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا چار باتیں ایسی ہیں جو جس میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے۔ اور جس میں ان میں سے ایک بات پائی جائے اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے۔

(1) جب وہ گفتگو کرتا ہے تو کذب بیانی سے کام لیتا ہے۔ (جب وہ باتیں کر رہا ہوتا ہے تو اس میں جھوٹ کی ملاوٹ ہوتی ہے اور جھوٹی باتیں کر رہا ہوتا ہے)۔

(2) اور جب معاہدہ کرتا ہے تو غداری کا مرتکب ہوتا ہے۔

(3) اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔ (یہ بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے)۔

(4) اور جب جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ سے کام لیتا ہے۔

یہ ساری باتیں جھوٹ سے تعلق رکھنے والی ہے۔

پھر ایک حدیث ہے۔ حضرت امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کہا کرتے تھے۔ تمہیں سچائی اختیار کرنی چاہیے کیونکہ سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ نافرمانی کی طرف لے جاتا ہے اور نافرمانی جہنم تک پہنچا دیتی ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ کہا جاتا ہے کہ اس نے سچ بولا اور فرمانبردار ہو گیا اور جھوٹ بولا تو مبتلاءِ فجور ہو گیا۔

(مؤطا امام مالک۔ باب ما جاء فی الصدق والکذب)

پھر مسند احمد بن حنبل کی ایک حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی چھوٹے بچے کو کہا آؤ میں تمہیں کچھ دیتا ہوں پھر وہ اس کو دیتا کچھ نہیں تو یہ جھوٹ میں شمار ہوگا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 349 مطبوعہ بیروت)

یہ تربیت کے لئے بہت ضروری ہے۔ بچوں کی تربیت کے لئے دیکھیں مذاق مذاق میں بھی ایسی باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ ورنہ اسی طرح مذاق مذاق میں ہی بچوں کو بھی غلط بیانی کی عادت پڑ جاتی ہے جو آگے چل کر جب پکی عادت ہو جائے تو جھوٹ بولنے میں بھی عار نہیں سمجھتے اور اس کا احساس ہی ختم ہو جاتا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سچائی نیکی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف۔ اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ اور فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور جہنم کی طرف۔ اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔

(بخاری، کتاب الادب، باب قول اللہ اتقو اللہ وکونو مع الصادقین)

حضرت عبداللہؓ بن عمر بن عاصؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ جنت کا عمل کیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: سچ بولنا۔ اور جب کوئی بندہ سچ بولتا ہے تو فرمانبردار بن جاتا ہے۔ اور جب وہ فرمانبردار بن جاتا ہے تو حقیقی مومن بن جاتا ہے۔ اور جب کوئی حقیقی مومن ہو جاتا ہے تو انجام کار وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس شخص نے دوبارہ دریافت کیا کہ یا رسول اللہ دوزخ میں لے جانے والا عمل کون سا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جھوٹ۔ ایک شخص جھوٹ بولتا ہے تو نافرمانی کرتا ہے اور جب کوئی نافرمانی کرتا ہے تو کفر کرتا ہے اور جب کوئی کفر پر قائم ہو جاتا ہے تو انجام کار وہ دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 ص 176 مطبوعہ بیروت)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رجس قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ (الحج 31)

دیکھو یہاں جھوٹ کو بت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بت ہی ہے۔ ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے۔ جیسے بت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح جھوٹ کے نیچے بجز ملمع سازی کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جھوٹ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹ کم ہو جائے تو جلدی سے دور نہیں ہوتا۔ مدت تک ریاضت کریں تب جا کر سچ بولنے کی عادت ان کو ہوگی۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 350)

” اور منجملہ انسان کی طبعی حالتوں کے جو اس کی فطرت کا خاصہ ہے سچائی ہے۔ انسان جب تک کوئی غرض نفسانی اس محرک نہ ہو جھوٹ بولنا نہیں چاہتا۔ اور جھوٹ کے اختیار کرنے میں ایک طرح کی نفرت اور قبض اپنے دل میں پاتا ہے۔ اسی وجہ سے جس شخص کا صریح جھوٹ ثابت ہو جائے اس سے ناخوش ہوتا ہے اور اس کو تحقیر کی نظر سے دیکھتا ہے۔ لیکن صرف یہی طبعی حالت اخلاق میں داخل نہیں ہو سکتی بلکہ بچے اور دیوانے بھی اس کے پابند رہ سکتے ہیں۔ سو اصل حقیقت یہ ہے کہ جب تک انسان ان نفسانی اغراض سے علیحدہ نہ ہو۔ جو راست گوئی سے روک دیتے ہیں تب تک حقیقی طور پر راست گو نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ اگر انسان صرف ایسی باتوں میں سچ بولے جن میں اس کا چنداں ہرج نہیں (کچھ حرف نہیں) اور اپنی عزت یا مال یا جان کے نقصان کے وقت جھوٹ بول جائے اور سچ بولنے سے خاموش رہے تو اس کو دیوانوں اور بچوں پر کیا فوقیت ہے۔ کیا پاگل اور نابالغ لڑکے بھی ایسا سچ نہیں بولتے؟ دنیا میں ایسا کوئی بھی نہیں ہوگا کہ جو بغیر کسی تحریک کے خواہ نخواہ جھوٹ بولے۔ پس ایسا سچ جو کسی نقصان کے وقت چھوڑا حقیقی اخلاق میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔ سچ کے

بولنے کا بڑا بھاری محل اور موقع وہی ہے جس میں اپنی جان یا مال یا آبرو کا اندیشہ ہو۔ اس میں خدا کی تعلیم یہ ہے۔

اس کے ترجمہ میں آپ فرماتے ہیں:۔

﴿فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ﴾ (الحج 31)

وَلَا یَاۡبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوۡا۔ (البقرۃ آیت 283)

وَلَا تَكۡتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنۡ يَّكۡتُمۡهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلۡبُهٗ۔ (البقرۃ آیت 284)

وَاِذَا قُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوۡا وَلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰی (الانعام آیت 153)

كُوۡنُوۡا قَوّٰمِيۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوۡ عَلٰۤى اَنۡفُسِكُمۡ اَوِ الۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ ۔(النساء آیت 136)

وَلَا یَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعۡدِلُوۡا۔ (المعائدہ آیت 9)

وَالصّٰدِقِيۡنَ وَالصّٰدِقٰتِ۔ (الاحزاب آیت 36)

وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ۔ (العصر آیت 4)

لَا یَشۡهَدُوۡنَ الزُّوۡرَ۔ (الفرقان آیت 73)

”بتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔ یعنی جھوٹ ایک بت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ جب تم سچی گواہی کے لئے بلائے جاؤ تو جانے سے جب تم بولو وہی بات منہ پر لاؤ جو سراسر سچ اور عدالت کی بات ہے اگرچہ تم اپنے کسی قریبی پر گواہی دو۔ حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ۔ اور چاہیے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو۔ جھوٹ مت بولو اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان پہنچے۔ یا اس سے تمہارے ماں باپ کو ضرر پہنچے یا قریبوں کو جیسے بیٹے وغیرہ کو۔ اور چاہیے کہ کسی قوم کی دشمنی سچی گواہی سے نہ روکے۔ سچے مرد اور سچی عورتیں بڑے بڑے اجر پائیں گے۔ ان کی عادت ہے کہ اوروں کو بھی سچ کی نصیحت دیتے ہیں۔ اور جھوٹوں کی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 ص 361-360)

-----جاری ہے۔

برکاتِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم گزشتہ ایک سو پانچ سال سے اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ جماعت پر مختلف دور آئے لیکن جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ترقی کی منزل پر نہایت تیزی سے آگے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ ایک ملک میں دشمن ظلم و بربریت سے سختیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، ظلم و بربریت کرتا ہے تو دوسرے ملک میں اللہ تعالیٰ کامیابی کے حیرت انگیز راستے کھول دیتا ہے اور یہی نہیں بلکہ جس ملک میں تنگیاں پیدا کی جاتی ہیں، وہاں بھی افرادِ جماعت کے ایمانوں کو مضبوط فرماتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر جب میں اپنی ذات میں یہ دیکھتا ہوں میری تمام تر کمزوریوں کے باوجود کہ کس طرح اللہ تعالیٰ جماعت کو ترقی کی شاہراہوں پر دوڑاتا چلا جارہا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان میں اور ترقی ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین مزید کامل ہوتا ہے کہ یقینا خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے جو جماعت کو آگے سے آگے لے جاتا چلا جارہا ہے اور جس کو بھی خدا تعالیٰ خلیفہ بنائے گا، قطع نظر اس کے کہ اُس کی حالت کیا ہے اپنی تائیدات سے اُسے نوازتا چلا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

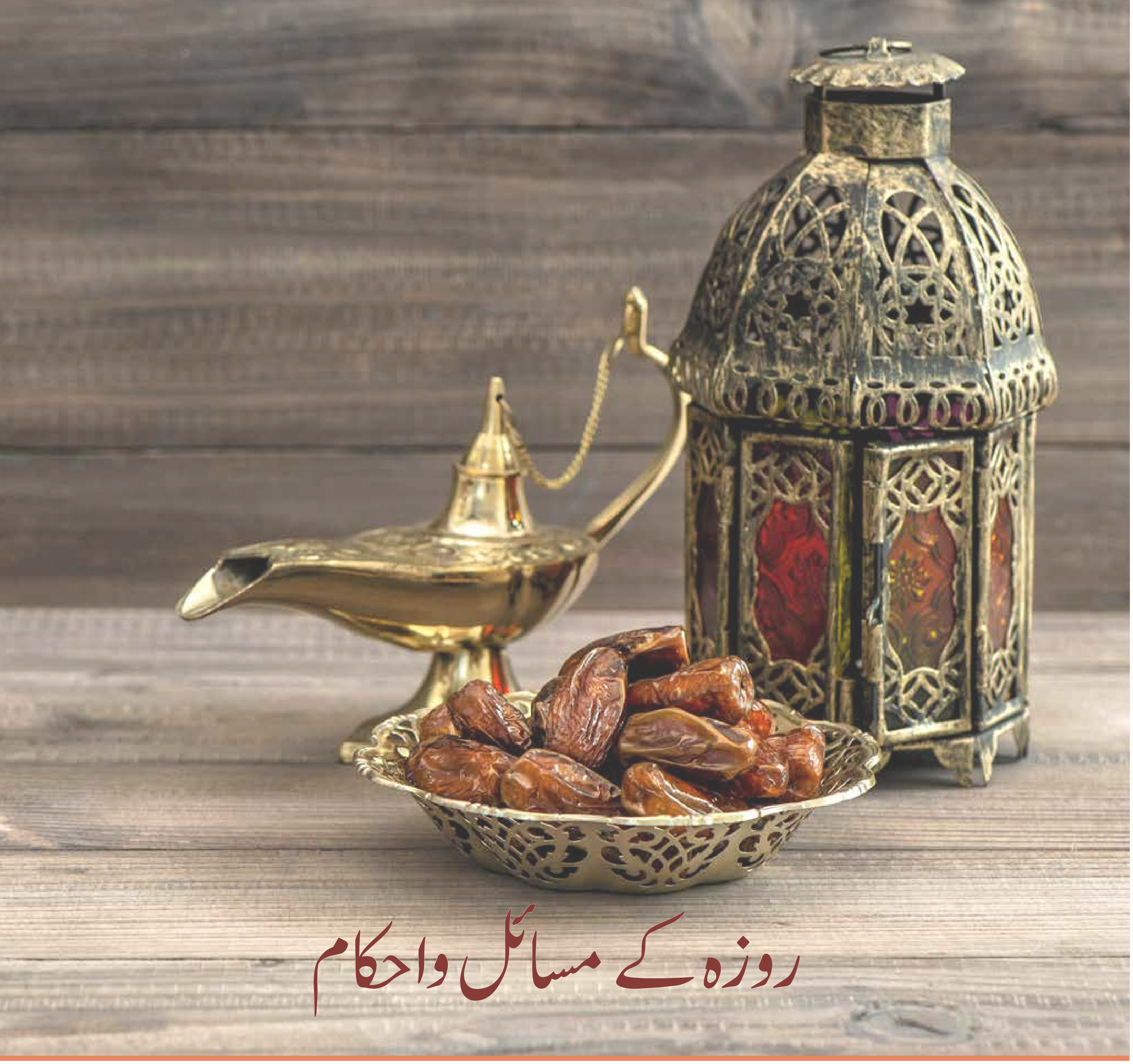

روزہ کے مسائل واحکام

روزہ اور نماز قصر کرنے کے احکام میں فرق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت یہی ہے مگر روزہ اور نماز قصر کرنے کے احکام میں فرق ہے۔ نماز کے متعلق تو یہ حکم ہے کہ اگر کسی نے چودہ دن تک رہنا ہو تو نماز پوری پڑھے ورنہ قصر کرے لیکن روزہ کے متعلق یہ پابندی نہیں۔ چنانچہ آپ نے قادیان میں آنے والوں کو اجازت دی کہ یہاں روزہ رکھ لیں بشرطیکہ وہ دن سفر میں نہ ہو اس کی اور بھی کئی حکمتیں ہیں جو میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں مثلاً یہ کہ قادیان کو آپ نے ایک روحانی گھر قرار دے کر اس میں روزہ کی اجازت دے دی۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روزہ و نماز کے سفر میں فرق کیا ہے۔ بعض ان لوگوں کے روزے جو باہر سے عصر کے بعد یہاں پہنچے آپ نے تڑوا دیئے اور فرمایا کہ سفر کا روزہ قبول نہیں ہوتا۔ یہ تو محض بھوکا پیاسا رہنے والی بات ہے لیکن یہاں پہنچ کر دوسرے دن رکھنے کی آپ نے اجازت دی ہے اور اس طرح دونوں سفروں میں امتیاز ہے گو ایک رنگ میں مشابہت بھی ہے اور وہ اس طرح کہ نماز کی جماعت سفر میں بھی ضروری ہے اور اس لئے سفر کی رعایت کو استعمال کرنے کا انسان کو بہت کم موقع ملتا ہے مثلاً جو لوگ قادیان آتے ہیں ان میں کوئی معذور یا بدبخت ہی ہو سکتا ہے جو مسجد میں نہ آئے اور مہمان خانہ میں علیحدہ نماز پڑھ لے۔ جو شخص یہاں آئے گا وہ اگر معذور نہ ہو گا تو مسجد میں ہی آئے گا اور اس طرح اسے قصر کا بہت ہی شاذ موقع مل سکے گا یا اگر باہر کسی جگہ جائے گا تو وہاں بھی عام طور پر جماعتیں ہیں اس لیئے وہاں بھی مسجد میں نماز کے لیے جائے گا اور وہ اگر مومنانہ طریق اختیار کرے تو باجماعت نماز پڑھنے کی کوشش کرے گا اور چونکہ مقامی امام ہی نماز کرائے گا اس لیئے قصر سے فائدہ اُٹھانے کا بہت ہی کم موقع ملے گا۔ لیکن روزہ انفرادی فعل ہے۔ اگر اس میں بھی وہی شرط رکھی جاتی تو بہت سے لوگ روزوں سے محروم ہو جاتے (چنانچہ اس بناء پر میرا مدت سے یہ خیال ہے کہ روزہ کا سفر جبکہ ایک جگہ انسان کا قیام ہو، تین دن کا ہے۔

برخلاف نماز کے جس کے لئے سفر کی مدت چودہ دن مقرر ہے۔) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو قیام کے دن قادیان میں روزہ رکھنے کی اجازت دی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو شخص یہاں ایک دو دن ٹھہرے ضرور روزہ رکھے بلکہ آپ نے صرف روزہ رکھنے کی اجازت دی ہے۔ غرض روزہ کے بارہ میں شریعت نے نہایت تاکید کی ہے اور جہاں اس کے متعلق حد سے زیادہ تشدد ناجائز ہے، حد سے زیادہ نرمی بھی ناجائز ہے۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ نہ تو اتنی سختی کریں کہ جان چلی جائے اور نہ اتنی نرمی اختیار کریں کہ شریعت کے احکام کی ہتک ہو اور ذمہ داری کو بہانوں سے ٹال لیا جائے۔ کئی لوگ کمزوری کے بہانہ کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتے۔ بعض کہہ دیتے ہیں کہ اگر روزہ رکھا جائے تو پیچپش ہو جاتی ہے۔ بعض کہتے ہیں ضعف ہو جاتا ہے حالانکہ روزہ چھوڑنے کے لئے یہ کوئی کافی وجہ نہیں کہ پیچپش ہو جایا کرتی ہے۔ جب تک پیچپش نہ ہو روزہ رکھنا ضروری ہے۔ جب پیچپش ہو جائے پھر بے شک چھوڑ دے۔ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں ہمیں روزہ رکھنے سے ضعف ہو جاتا ہے۔ یہ بھی کوئی دلیل نہیں روزہ چھوڑنے کی۔ صرف اُس ضعف کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز ہے جس میں ڈاکٹر روزہ رکھنے سے منع کرے ورنہ یوں تو بعض لوگ ہمیشہ ہی کمزور رہتے ہیں تو کیا وہ کبھی بھی روزہ نہ رکھیں؟

(خطبات محمود جلد 20 صفحہ 452 تا 454)

سفر اور بیماری میں روزہ

مجھے خوب یاد ہے غالباً مرزا یعقوب بیگ صاحب جو آجکل غیر مبائع ہیں اور ان کے لیڈروں میں سے ہیں ایک دفعہ باہر سے آئے عصر کا وقت تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زور دیا کہ روزہ کھول دیں اور فرمایا سفر میں روزہ جائز نہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ بیماریوں کا ذکر ہوا تو فرمایا۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ رخصتوں سے فائدہ اٹھانا چاہیئے، دین سختی نہیں بلکہ آسانی سکھاتا ہے۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ بیمار اور مسافر اگر روزہ رکھ سکے تو رکھ لے ہم اسے درست نہیں سمجھتے۔ اس سلسلہ میں خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے محی الدین ابن عربی کا قول بیان کیا کہ سفر اور بیماری میں روزہ رکھنا آپ جائز نہیں سمجھتے تھے اور ان کے نزدیک ایسی حالت میں رکھا ہوا روزہ دوبارہ رکھنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سن کر فرمایا۔ ہاں ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 37)

سفر میں روزہ رکھنا جائز نہیں

زمانہ خلافت کے پہلے ایام میں سفر میں روزہ رکھنے سے میں منع کیا کرتا تھا کیونکہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا کہ آپ مسافر کو روزہ رکھنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ مرزا ایوب بیگ صاحب رمضان میں آئے اور انہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا لیکن عصر کے وقت جب کہ وہ آئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کہہ کر روزہ کھلوا دیا کہ سفر میں روزہ رکھنا ناجائز ہے۔ اس پر اتنی لمبی بحث اور گفتگو ہوئی کہ حضرت خلیفہ اول نے سمجھا کہ شاید کسی کو ٹھوکر لگ جائے اس لئے آپ ابن عربی کا ایک حوالہ دوسرے دن تلاش کر کے لائے کہ وہ بھی یہی کہتے ہیں۔

اس واقعہ کا مجھ پر یہ اثر تھا کہ میں سفر میں روزہ رکھنے سے روکتا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک رمضان میں مولوی عبداللہ سنوری صاحب یہاں رمضان گزارنے کے لئے آئے تو انہوں نے کہا میں نے سنا ہے آپ باہر سے یہاں آنے والوں کو روزہ رکھنے سے منع کرتے ہیں۔ مگر میری روایت ہے کہ یہاں ایک صاحب آئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ مجھے یہاں ٹھہرنا ہے اس دوران میں میں روزے رکھوں یا نہ رکھوں؟ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہاں آپ روزے رکھ سکتے ہیں کیونکہ قادیان احمدیوں کے لئے وطن ثانی ہے۔ گو مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے مقرب تھے مگر میں نے صرف ان کی روایت کو قبول نہ کیا اور لوگوں کی اس بارے میں شہادت کی تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان کی رہائش کے ایام میں روزہ رکھنے کی اجازت دیتے تھے البتہ آنے اور جانے کے دن روزہ رکھنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اس وجہ سے مجھے پہلا خیال بدلنا پڑا۔ پھر جب اس دفعہ رمضان میں سالانہ جلسہ آنے والا تھا اور سوال اٹھا کہ آنے والوں کو روزہ رکھنا چاہیئے یا نہیں تو ایک صاحب نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جب جلسہ رمضان میں آیا تو ہم نے خود مہمانوں کو سحری کھلائی تھی ان حالات میں جب میں نے یہاں جلسہ پر آنے والوں کو روزہ رکھنے کی اجازت دی تو یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی فتویٰ ہے۔ پہلے علماء تو سفر میں روزہ رکھنا بھی جائز قرار دیتے رہے ہیں اور آج کل کے سفر کو تو غیر احمدی مولوی سفر ہی نہیں قرار دیتے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ پھر آپ نے ہی یہ بھی فرمایا کہ یہاں قادیان میں آکر روزہ رکھنا جائز ہے۔ اب یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم آپ کا ایک فتویٰ تو لے لیں اور دوسرا چھوڑ دیں۔۔۔۔۔۔

خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ عید تو ہے چاہے کر دیا نہ کرو۔ تو انہیں میں کیا کہوں جب کہ خدا تعالیٰ نے عید کرنا ان کی مرضی پر چھوڑا۔ فقہاء نے یہی بحث کی ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چاہیئے اور چاند دیکھ کر عید کرنی چاہیئے کیونکہ وہ ظاہری طور پر ہی مسئلہ بیان کر سکتے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کو الہام کے ذریعہ بتایا گیا کہ عید تو ہے اور ظاہری شریعت کا لحاظ رکھتے ہوئے کہہ دیا چاہے کر دیا نہ کرو یعنی جو یہ سمجھتا ہے کہ شریعت کے ظاہری پہلو کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اس کے لئے اجازت ہے کہ مسئلہ کی ظاہری صورت پر عمل کرے اور عید نہ کرے۔ لیکن جو یہ سمجھتا ہے کہ الہام کے ذریعہ جو خبر دی گئی ہے، اس کا لحاظ رکھنا چاہئیے وہ اس دن روزہ نہ رکھے۔ یہی بات یہاں روزہ رکھنے کے متعلق ہے۔ جس کے دل میں اس بات کا غلبہ ہے کہ یہ سفر ہے، وہ روزہ نہ رکھے ورنہ اس پر حکم عدولی کا فتوی لازم آئے گا اور جس کے دل میں اس بات کا غلبہ ہے کہ یہ مبارک دن ہیں اور یہ مبارک مقام ہے، یہاں کیوں نہ رمضان کی برکات سے فائدہ اٹھاؤں جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی اجازت دی ہے تو وہ روزہ رکھے۔ ورنہ خطرہ ہے کہ دل کو زنگ نہ لگ جائے۔ پس جو دوست یہاں ٹھہرنے کے ایام میں روزے رکھیں گے، ان کے روزے ادا ہو جائیں گے۔ یہ نہیں کہ یہاں جو روزے

رکھیں گے وہ نفلی روزے ہوں گے ، یہ روزے فرضی ہوں گے اور ان دنوں کے روزے بعد میں دوبارہ نہیں رکھنے پڑیں گے۔

(اہم اور ضروری امور، انوار العلوم جلد 13 صفحہ 322 تا 324)

رمضان کو موٹے ہونے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے

جب تک خدا کے لئے تکالیف اور مصائب برداشت نہ کرو تم سہولت نہیں اٹھا سکتے۔ اس سے ان لوگوں کے خیال کا بھی ابطال ہو جاتا ہے جو بقول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان کو موٹے ہونے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگوں کے لئے تو رمضان ایسا ہی ہوتا ہے جیسے گھوڑے کے لئے خوید وہ ان دنوں میں خوب گھی، مٹھائیاں اور مرغن اغذیہ کھاتے ہیں اور اسی طرح موٹے ہو کر نکلتے ہیں جس طرح خوید کے بعد گھوڑا۔ یہ چیز بھی رمضان کی برکت کو کم کرنے والی ہے۔ ہماری جماعت کے دوستوں نے عام اقرار کیا ہے کہ غذا کو سادہ کر دیں گے اور صرف ایک سالن پر گزارہ کریں گے۔ اس میں شک نہیں کہ اس پر عمل میں نے ہر ایک کی مرضی پر چھوڑا ہے اور یہ تحریک اختیاری ہے۔

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 513-514)

سفر میں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں جبکہ آپ سفر کی حالت میں تھے امرتسر میں تقریر فرما رہے تھے کہ آپ کے گلے میں خشکی محسوس ہوئی۔ ایک دوست نے یہ دیکھ کر آپ کے آگے چائے کی پیالی پیش کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیالی ہٹا دی لیکن تھوڑی دیر کے بعد اُس نے حلق کی تکلیف کے خیال سے پھر پیالی پیش کر دی آپ نے پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ رہنے دو لیکن تیسری دفعہ اس نے پھر پیالی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آگے کر دی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غالباً یہ سمجھ کر کہ اگر میں نے چائے کی پیالی نہ لی تو یہ ریاء ہو جائے گا اور سمجھا جائے گا کہ میں نے لوگوں کو دکھانے کی خاطر اس حکم پر عمل نہیں کیا جو سفر کے وقت روزہ نہ رکھنے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جب تیسری بار اُس دوست نے پیالی پیش کی تو آپ نے لے لی اور اس میں سے تھوڑا سا گھونٹ بھر لیا۔ یہ دیکھتے ہی لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر رمضان میں روزے نہیں رکھتے۔ وہ لوگ جو اُس وقت شور مچا رہے تھے ان میں سے یقیناً نوے فیصدی نماز با جماعت کیا نماز کے ہی تارک تھے اور یقیناً ان میں سے ننانوے فیصدی جھوٹ بولنے، دھوکا فریب کرنے اور لوگوں کے مال لوٹ لینے والے تھے مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ان میں سے ننانوے فیصدی روزہ دار تھے کیونکہ ہندوستان میں روزہ کو سب سے بڑی نیکی سمجھا جاتا ہے مگر روزہ وہ اس طرح نہیں رکھتے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹ بولتا، غیبت کرتا یا گالی دیتا ہے خدا تعالیٰ کے حضور اس کا کوئی روزہ نہیں وہ صرف بھوکا اور پیاسا رہتا ہے۔ اس حدیث کے مطابق گو ننانوے فیصدی مسلمان بظاہر روزہ رکھ کر بھوکے اور پیاسے رہتے ہیں مگر وہ اس بھوکے پیاسے رہنے کو سب سے بڑی نیکی سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک جو شخص روزے رکھ لے اور چند اور نیکیوں پر عمل کر لے اُس کا بیڑا پار ہے۔

ایسے لوگ دنیا میں پاکیزگی کے قائم کرنے میں کبھی مرد نہیں ہو سکتے اور نہ وہ صحیح معیار گناہ قائم کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ذہن میں یہ نقشہ جما لیا ہوتا ہے کہ کچھ چھوٹی نیکیاں ہوتی ہیں اور کچھ بڑی نیکیاں ہوتی ہیں اور کچھ چھوٹی بدیاں ہوتی ہیں اور کچھ بڑی بدیاں ہوتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جس نیکی کو بڑا سمجھے ہوئے ہوتے ہیں اسے تو وہ اختیار کر لیتے ہیں مگر جن بدیوں کو چھوٹا سمجھ رہے ہوتے ہیں اُن کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ حالانکہ اسلام نے اسی نیکی کو بڑا قرار دیا ہے جس پر عمل کرنا اس کے لئے دو بھر ہو اور اسی بدی کو بڑا قرار دیا ہے جس سے بچنا انسان کے لئے دو بھر ہو۔

(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 342، 343)

روزہ اور ملازمہ

ہم بچپن میں ایک قصہ سنا کرتے تھے۔ جسے سن کر ہنسا کرتے تھے۔ حالانکہ در حقیقت وہ ہنسنے کے لئے نہیں۔ بلکہ رونے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور اس میں موجودہ مسلمانوں کا ہی نقشہ کھینچا گیا تھا۔ مگر اس قصہ کے بنانے والے نے اشارے کی زبان مسلمانوں کی حالت کو بیان کیا تا کہ مولوی اس کے پیچھے نہ پڑ جائیں۔ وہ قصہ یہ ہے کہ کوئی لونڈی تھی۔ جو سحری کے وقت با قاعدہ اٹھا کرتی مگر روزہ نہیں رکھتی تھی۔ مالکہ نے سمجھا کہ شائد یہ کام میں مدد دینے کے لئے اُٹھتی ہے۔ مگر چونکہ وہ روزہ نہیں رکھتی تھی اس لئے مالکہ نے خیال کیا کہ اسے خواہ مخواہ سحری کے وقت تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اس وقت کا کام میں کر لیا کروں گی۔ چنانچہ دو چار دن کے بعد مالکہ اس سے کہنے لگی۔ لڑکی تو سحری کے وقت نہ اٹھا کر ہم خود اس وقت کام کر لیا کریں گے۔ تمہیں اس وقت تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بات سن کر اس لڑکی نے نہایت حیرت کے ساتھ اپنی مالکہ کے چہرہ کی طرف دیکھا کہ یہ مجھ سے کیا کہہ رہی ہے اور کہنے لگی بی بی نماز میں نہیں پڑھتی روزہ میں نہیں رکھتی۔ اگر سحری بھی نہ کھاؤں تو کافر ہی ہو جاؤں۔ در حقیقت یہ تصویری زبان میں مسلمانوں کی حالت ہی بیان کی گئی ہے۔ دوسرے لفظوں میں تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اگر کسی مسلمان کو کہا جائے کہ میاں جمعۃ الوداع سے کیا بنتا ہے۔ تم کیوں خواہ مخواہ اس کے لئے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہو۔ تو وہ حیرت سے تمہارے منہ کو دیکھنے لگ جائے گا اور کہے گا بھائی جان یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ روزانہ نمازوں کے لئے میں مسجد میں نہیں جاتا۔ روزے میں نہیں رکھتا۔ اگر جمعۃ الوداع بھی نہ پڑھوں تو کافر ہی ہو جاؤں۔ پس یہ بھی ایک ہنسی ہی ہے کہ ایک وقت آکر نماز پڑھ لی اور سمجھ لیا کہ ہمارے سب فرائض ادا ہو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کا میں نے کئی دفعہ ذکر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کئی دفعہ ذکر فرمایا کرتے تھے۔ قرآن کریم میں مِنۡهُم مَّنۡ قَضَىٰ نَحۡبَهُۥ والی آیت جو آتی ہے۔ اس آیت کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ واقعہ بیان کیا کرتے تھے۔ بلکہ اس آیت کا شان نزول بھی بعض لوگ اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں۔ بدر کی جب لڑائی ہوئی تو صحابہ نے اس جنگ میں بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ ایسی قربانیاں کہ ان واقعات کو پڑھ کر دل ان کی محبت سے لبریز ہو جاتا ہے۔

(الفضل 17/ اکتوبر 1942ء جلد 30 نمبر 242 صفحہ 4، 5)

سیرت المہدی علیہ السلام

روزہ کی فرضیت اور روحانی ترقی

روزہ کب فرض ہوتا ہے؟

روزہ کب فرض ہوتا ہے یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ شریعت نے چھوٹی عمر کے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے لیکن بلوغت کے قریب انہیں کچھ روزے رکھنے کی مشق ضرور کرانی چاہئے۔ مجھے جہاں تک یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے پہلا روزہ رکھنے کی اجازت بارہ یا تیرہ سال کی عمر میں دی تھی لیکن بعض بے وقوف چھ سات سال کے بچوں سے روزے رکھواتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس کا ثواب ہوگا۔ یہ ثواب کا کام نہیں بلکہ ظلم ہے کیونکہ یہ عمر نشوونما کی ہوتی ہے۔ ہاں ایک عمر وہ ہوتی ہے کہ بلوغت کے دن قریب ہوتے ہیں اور روزہ فرض ہونے والا ہی ہوتا ہے اُس وقت اُن کو روزہ کی ضرور مشق کرانی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اجازت اور سنت کو اگر دیکھا جائے تو بارہ تیرہ سال کے قریب کچھ کچھ مشق کرانی چاہئے اور ہر سال چند روزے رکھوانے چاہئیں یہاں تک کہ اٹھارہ سال کی عمر ہو جائے جو میرے نزدیک روزہ کی بلوغت کی عمر ہے۔ مجھے پہلے سال صرف ایک روزہ رکھنے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اجازت دی تھی۔ اس عمر میں تو صرف شوق ہوتا ہے۔ اس شوق کی وجہ سے بچے زیادہ روزے رکھنا چاہتے ہیں مگر یہ ماں باپ کا کام ہے کہ انہیں روکیں۔ پھر ایک عمر ایسی ہوتی ہے کہ اس میں چاہیئے کہ بچوں کو جرات دلائیں کہ وہ کچھ روزے ضرور رکھیں اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے رہیں کہ وہ زیادہ نہ رکھیں اور دیکھنے والوں کو بھی اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیئے کہ یہ سارے روزے کیوں نہیں رکھتا کیونکہ اگر بچہ اس عمر میں سارے روزے رکھے گا تو آئندہ نہیں رکھ سکے گا۔ اسی طرح بعض بچے خلقی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ اپنے بچوں کو میرے پاس ملاقات کے لئے لاتے ہیں تو بتاتے ہیں کہ اس کی عمر پندرہ (15) سال ہے حالانکہ وہ دیکھنے میں سات آٹھ سال کے معلوم ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ایسے بچے روزہ کے لئے شاید اکیس سال کی عمر میں بالغ ہوں۔ اس کے مقابلہ میں ایک مضبوط بچہ غالباً پندرہ سال کی عمر میں ہی اٹھارہ سال کے برابر ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ میرے ان الفاظ ہی کو پکڑ کر بیٹھ جائے کہ روزہ کی بلوغت کی عمر اٹھارہ سال ہے تو نہ وہ مجھ پر ظلم کرے گا اور نہ خدا تعالیٰ پر بلکہ اپنی جان پر آپ ظلم کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی چھوٹی عمر کا بچہ پورے روزے نہ رکھے اور لوگ اس پر طعن کریں تو وہ اپنی جان پر ظلم کریں گے۔ بہر حال ان باتوں میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے جہاں شریعت روکتی ہے وہاں رک جانا چاہیئے اور جہاں حکم دیتی ہے وہاں عمل کرنا چاہیئے۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 385)

مصائب کا زمانہ روحانی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہے

مصائب کا زمانہ روحانی ترقی کے لیے ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اگر کسی وقت باہر سے مصائب نہ آئیں تو مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے لیے اندرونی طور پر مصائب تلاش کرنے کی کوشش کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان ضرور لیتا ہے مگر جب بندہ خود اپنے آپ کو امتحانات میں ڈالے رکھے تو اللہ تعالیٰ کسی اور امتحان میں اسے نہیں ڈالتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا یا گرمیوں میں روزے رکھنا یہ بھی ایک ابتلاء ہے اور انسان ان کاموں میں حصہ لینے سے تکلیف محسوس کرتا ہے لیکن جب کوئی انسان خوشی سے اپنے اوپر مختلف ابتلاء وارد کر لے، گرمیوں میں روزے رکھنے پڑیں تو وہ روزے رکھنے کے لیے تیار ہو جائے، سردیوں میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا پڑے تو وضو کرنے کے لیے تیار ہو جائے، حج کرنے کا موقع نکل آئے تو گھر بار اور وطن چھوڑ کر حج کے لیے چلا جائے، زکوٰۃ دینے کا وقت آئے تو اپنے مال کا مقررہ حصہ فوراً غرباء کے لیے نکال دے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے اس کا امتحان تو لینا تھا مگر اب میں امتحان لے کر کیا کروں یہ تو اپنے آپ کو خود ہی امتحان میں ڈالے ہوئے ہے۔ لیکن جب وہ ان باتوں میں سستی کرتا ہے اور اپنے آپ کو ابتلاؤں میں ڈالنے کے لیے تیار نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے مختلف امتحانات میں ڈالا جاتا ہے۔ اس وقت اگر تو اُس کے اندر صرف عملی سُستی پائی جاتی ہو تو خدائی امتحان کے بعد اُس میں بیداری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کا ابتلاؤں سے بچنا اندرونی بگاڑ کی وجہ سے ہو اور ایمان کی خرابی اس کا باعث ہو تو ابتلاء آنے پر وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ غرض قوموں کے لیے خصوصاً انبیاء کی جماعتوں کے لیے ابتلاؤں کا آنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔

(خطبات محمود جلد 30 صفحہ 180 تا 181)

حکایت

جب اسے اطلاع پہنچی کہ بادشاہ آنے والا ہے اور اس سے مجھے ایسے باتیں کرنی چاہئیں جن کا اس کی طبیعت پر اچھا اثر ہو تو اس نے اپنے ذہن میں کچھ باتیں سوچ لیں اور جب بادشاہ اس سے ملنے کے لئے آیا تو کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت! آپ کو انصاف کرنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم نے یہ واقعہ سنا ہوا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی شخص تھا جو بڑا بزرگ کہلاتا تھا۔ کسی بادشاہ کا وزیر اتفاقاً اس کا معتقد ہو گیا اور اس نے ہر جگہ اس شخص کی بزرگی اور اس کی ولایت کا پروپیگنڈا شروع کر دیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ بڑے بزرگ اور خدا رسیدہ انسان ہیں۔ یہاں تک کہ اس نے بادشاہ کو بھی تحریک کی اور کہا کہ آپ ان کی ضرور زیارت کریں۔ چنانچہ بادشاہ نے کہا اچھا فلاں دن میں اس بزرگ کے پاس جاؤں گا جو بنا ہوا بزرگ ہے یا جسے تم بزرگ کہتے ہو۔ بہرحال وزیر نے یہ بات فوراً اس بزرگ کو پہنچا دی اور کہا کہ بادشاہ فلاں دن آپ کے پاس آئے گا۔ آپ اس سے اس طرح باتیں کریں تا کہ اس پر اثر ہو جائے اور وہ بھی آپ کا معتقد ہو جائے۔ اگر بادشاہ معتقد ہو گیا تو پھر باقی رعایا بھی پوری توجہ دے گی۔ بہرحال آپ لکھتے ہیں کہ معلوم نہیں وہ بزرگ تھا یا نہیں مگر جو آگے واقعات ہیں ان سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ بیوقوف ضرور تھا۔ جب اسے اطلاع پہنچی کہ بادشاہ آنے والا ہے اور اس سے مجھے ایسے باتیں کرنی چاہئیں جن کا اس کی طبیعت پر اچھا اثر ہو تو اس نے اپنے ذہن میں کچھ باتیں سوچ لیں اور جب بادشاہ اس سے ملنے کے لئے آیا تو کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت! آپ کو انصاف کرنا چاہئے۔ دیکھئے مسلمانوں میں سے جو سکندر نامی بادشاہ گزرا ہے وہ کیسا عادل اور منصف تھا اور اس کا آج تک کتنا شہرہ ہے۔ حالانکہ سکندر رسولؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے سینکڑوں سال پہلے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی پہلے ہو چکا تھا مگر اس نے سکندر کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد کا بادشاہ قرار دے کر اسے مسلمان بادشاہ قرار دے دیا۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی سینکڑوں سال بعد ہؤا تھا کیونکہ سکندر خلافت اربع کے زمانے میں تو ہو نہیں سکتا تھا کیونکہ اس وقت خلفاء کی حکومت تھی۔ حضرت معاویہ کے زمانے میں بھی نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ اس وقت حضرت معاویہ تمام دنیا کے بادشاہ تھے۔ بنو عباس کے ابتدائی ایام خلافت میں بھی نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ اس وقت بھی وہی رُوئے زمین کے حکمران تھے۔ پس اگر سکندر مسلمان تھا تو وہ چوتھی پانچویں صدی ہجری کا بادشاہ ہو سکتا ہے حالانکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سینکڑوں سال پہلے گزرا ہے۔ تو وہ جو سینکڑوں سال پہلے کا بادشاہ تھا اسے اس شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی امت میں سے قرار دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے بادشاہ پہ اثر تو کیا ڈالنا تھا، بادشاہ اس سے سخت بدظن ہو گیا اور فوراً اٹھ کر چلا آیا۔ تو حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ تاریخ دانی بزرگی کے لئے شرط نہیں ہے مگر یہ مصیبت تو اس خود ساختہ بزرگ نے خود اپنے اوپر سہیڑی۔ اسے کس نے کہا تھا کہ وہ تاریخ میں دخل دینا شروع کر دے۔”

(ماخوذ از خطبات محمود جلد19 صفحہ 631 تا 633)

مالی قربانی

محمد عثمان قمر
جرمنی

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ۔(آل عمران:93)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے۔یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔ اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وہ مضمون بیان فرمایا ہے جسے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے والے مومنین نے ہی بہتر رنگ میں سمجھا ہے۔ اس کا سب سے بڑھ کر اظہار تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کیا جنہوں نے اپنا مال، اپنی جان، اپنا وقت دین کے لئے قربان کیا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ”اَلْبِرّ“ کی حقیقت کو سمجھا۔ یعنی نیکی کے اس معیار کو سمجھا اور حاصل کرنے کی کوشش کی جو نیکیوں کا اعلیٰ ترین معیار تھا۔ جو تقویٰ کا اعلیٰ معیار تھا۔ جو اخلاق کا اعلیٰ معیار تھا۔ جو مالی قربانی کرنے کا اعلیٰ معیار تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا اعلیٰ معیار تھا۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! میرا ایک باغ ہے جو بیرحاء کے نام سے جانا جاتا ہے اور مسجد نبوی کے قریب ہی وہ باغ تھا۔ انہوں نے عرض کی کہ مجھے اپنی جائیدادوں میں سے سب سے زیادہ پیارا یہی باغ ہے۔ آج میں اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب تفسیر القرآن باب لن تنالوا البر... الخ حدیث 4554)

”دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے (خواب میں دیکھے) کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے۔یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کے لئے فرمایا۔ لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ کہ حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک کہ تم عزیز ترین چیز خرچ نہ کرو گے۔ کیونکہ مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے“۔ (حقوق العباد ادا کرنے کے لئے یہ فرمایا کہ حق العباد کے لئے اس کا بہت بڑا حصہ، اس کی ضرورت مال کی ضرورت ہے)۔ فرماتے ہیں کہ ”اور ابنائے جنس اور مخلوق الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔“ (حقوق العباد بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔ اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔ مضبوط نہیں ہوتا۔ پکا نہیں ہوتا۔) فرمایا کہ ”جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔“ (دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شئے ہے)“ اور اس آیت میں لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔ پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔“ (یعنی وہ کسوٹی ہے جس سے تقویٰ کو پرکھا جاتا ہے۔) فرمایا کہ ”ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دین کے لئے) ایک ضرورت بیان کی اور وہ کُل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے“۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 96-95۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ جب کسی الٰہی جماعت کی بنیاد رکھتا ہے تو اس جماعت کے ماننے والوں کے ایمان کو مضبوط کرنے کیلئے ان سے کچھ قربانیوں کا تقاضا فرماتا ہے، یا یوں سمجھ لیجیئے کہ خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کو پانے کیلئے قربانی ایک لازمی شرط ہے، اور یہ قربانی کیا ہے؟ یہ اپنے اپنے وقت اور زمانے کے حالات پر منحصر ہوا کرتی ہے مثلاً آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مال کی قربانی بھی تھی لیکن جان کی قربانی زیادہ اہمیت رکھتی تھی کیونکہ کفار کی طرف سے مسلمانوں پر مظالم کا ایک سلسلہ جاری تھا اور انہی مظالم کے تحت مسلمانوں کو جنگ کے میدان میں بھی کھینچا گیا تھا۔

لیکن اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں مسیح محمدی کے دور کیلئے آنحضرت ﷺ نے یَضَعُ الْحَرْب کی نوید سنا کر قرون اولی کی مانند جنگوں اور تلوار کے جہاد کو موقوف

> **دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے(خواب میں دیکھے) کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے۔**

فرما دیا اور مسیح محمدی کے فرائض میں قلمی جہاد کو شامل فرما کر مال کی قربانی کو جاری رکھا کیونکہ قلمی جہاد کیلئے مال کا ہونا لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”کیا یہ زمانہ برکت کا ہے۔ کہ کسی سے جانیں مانگی نہیں جاتیں۔ اور یہ زمانہ جانوں کے دینے کا نہیں بلکہ مالوں کے بشرط استطاعت خرچ کرنے کا ہے۔“

(الحکم قادیان، 10 جولائی 1903ء)

1879ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اپنی معرکۃ الآراء تصنیف براہین احمدیہ شائع کرنا چاہی تو اس وقت آپ کے پاس اتنی رقم بھی نہ تھی کہ ساری کتاب کو بیک وقت شائع فرما سکتے اس مالی پریشانی کی بابت حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

جب میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف ہے تو مجھے یہ مشکل پیش آئی کہ اس کی چھپوائی کیلئے کچھ روپیہ نہ تھا اور میں ایک گمنام آدمی تھا۔ مجھے کسی سے تعارف نہ تھا جب میں نے خدا تعالیٰ کی جناب میں دعا کی تو الہام ہوا

هُزِّ اِلَيۡكِ بِجِذۡعِ النَّخۡلَةِ تُسٰقِطۡ عَلَيۡكِ رُطَبًا جَنِيًّا............

(ترجمہ) کھجور کے تنہ کو ہلا تیرے پر تازہ بتازہ کھجوریں گریں گی۔۔۔۔۔۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 350)

چنانچہ اس الہام کے بعد حضور علیہ السلام نے مالی معاونت کی تحریک کی تو اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان فرمائے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کتاب شائع ہوئی جس کی اشاعت سے اسلام کی فتح کی بنیاد رکھی گئی اور وہ خوش نصیب لوگ

جنہوں نے اس وقت مالی قربانی کی خدا تعالیٰ نے ان کی قربانی کو اس طرح قبول فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان احباب کے نام اپنی کتاب میں درج فرماتے ہوئے ان کا درج ذیل الفاظ میں شکریہ ادا فرمایا:-

میں ان صاحبوں کی اعانتوں سے ایسا ممنون ہوں کہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ جن سے میں ان کا شکر ادا کر سکوں۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 5)

حضور علیہ السلام نے ان احباب کے نام لکھنے کی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

تا جب تک صفحہ روزگار میں نقش افادہ اور افاضہ اس کتاب کا باقی رہے ہر ایک مستفیض کہ جس کا اس کتاب سے وقت خوش ہو مجھ کو اور میرے معاونین کو دعائے خیر سے یاد کرے۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 5)

حضور علیہ السلام نے اپنی تصنیف فتح اسلام میں اس الٰہی کارخانہ کو، جس کی آپ کے ذریعہ بنیاد رکھی گئی پانچ شاخوں میں تقسیم فرمایا ہے، ان میں سے ایک تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے جس کیلئے حضور علیہ السلام چندوں کی اہمیت اور اسکی ادائیگی کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

اے ملک ہند کیا تجھ میں کوئی ایسا با ہمت امیر نہیں کہ اگر اور نہیں تو فقط اسی شاخ (تالیف و تصنیف۔ ناقل) کے اخراجات کا متحمل ہو سکے۔ اگر پانچ مومن ذی مقدرت اس وقت کو پہچان لیں تو ان پانچ شاخوں کا اہتمام اپنے اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔ اے خداوند خدا۔ تو آپ ان دلوں کو جگا۔ اسلام پر ابھی ایسی مفلسی طاری نہیں ہوئی تنگدلی ہے۔ ایسی تنگدستی نہیں۔ اور وہ لوگ جو کامل استطاعت نہیں رکھتے وہ بھی اس طور پر اس کارخانہ کی مدد کر سکتے ہیں جو اپنی اپنی طاقت مالی کے موافق ماہواری امداد کے طور پر عہد پختہ کے ساتھ کچھ کچھ رقوم نذر اس کارخانہ کی کیا کریں۔ کسل اور سرد مہری اور بدظنی سے کبھی دین کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ بدظنی ویران کرنے والی گھروں کی اور تفرقہ میں ڈالنے والی دلوں کی ہے۔ دیکھو جنہوں نے انبیاء کا وقت پایا انہوں نے دین کی اشاعت کیلئے کیسی کیسی جانفشانیاں کیں ۔۔۔۔۔۔ مسلمان بننا آسان نہیں۔ مومن کا لقب پانا سہل نہیں۔ سوائے لوگو اگر تم میں وہ راستی کی روح ہے جو مومنوں کو دی جاتی ہے تو اس میری دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو کہ خدا تعالیٰ تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سن کر کیا جواب دیتے ہو۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 30)

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:-

”میں یقیناً جانتا ہوں کہ خسارہ کی حالت میں وہ لوگ ہیں جو ریاکاری کے موقعوں میں تو صدہا روپیہ خرچ کریں اور خدا کی راہ میں پیش و پس سوچیں۔ شرم کی بات ہے کہ کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر پھر اپنی خست اور بخل کو نہ چھوڑے۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر ایک اہل اللہ کے گروہ کو اپنی ابتدائی حالت میں چندوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہمارے نبی ﷺ نے بھی کئی مرتبہ صحابہ پر چندے لگائے۔ جن میں حضرت ابوبکر سب سے بڑھ کر رہے۔ سو مردانہ ہمت سے امداد کیلئے بلا توقف قدم اٹھانا چاہیئے۔۔۔۔۔ جو ہمیں مدد دیتے ہیں آخر وہ خدا کی مدد دیکھیں گے۔“

(مجموعۂ اشتہارات جلد 3 صفحہ 156)

خدا کے نبی کے ہاتھ سے لکھے ہوئے یہ نام آج بھی زندہ ہیں اور اسکی دی ہوئی دعا قیامت تک کیلئے ان لوگوں کی نسلوں کو بھی فیضیاب کرتی رہے گی۔ کیونکہ خدا کی راہ میں نیک نیتی سے کی جانے والی قربانی رائیگاں نہیں جاتی۔ الٰہی سلسلے اپنے نبی کی زندگی کے ساتھ ختم نہیں ہو جایا کرتے بلکہ نبی تو تخم ریزی کرتے ہیں اور یہ تخم ان کے جانشینوں کے عہدوں میں پھلتا پھولتا اور ایک تناور درخت کی صورت اختیار کرتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب چندہ دہندگان کی مالی قربانی کو قبول فرمائے اور آنحضرت ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء نے جو دعائیں ایسے احباب کرام کیلئے کی ہی اللہ تعالیٰ انہیں ان کا وارث بنائے اور تمام کارکنان جو اس خدمت پر مامور ہیں انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین!

احمدی نام کیوں رکھا گیا؟

ایک مولوی صاحب آئے اور انہوں نے سوال کیا کہ خدا تعالیٰ نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے۔ آپ نے اپنے فرقہ کا نام احمدی کیوں رکھا ہے؟ یہ بات هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (الحج: 79) کے برخلاف ہے۔

اس کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

اسلام بہت پاک نام ہے اور قرآن شریف میں یہی نام آیا ہے۔ لیکن جیسا کہ حدیث شریف میں آچکا ہے اسلام کے تہتّر (73) فرقے ہو گئے ہیں اور ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ انہی میں ایک رافضیوں کا ایسا فرقہ ہے جو سوائے دو تین آدمیوں کے تمام صحابہؓ کو سبّ و شتم کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کو گالیاں دیتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو بُرا کہتے ہیں۔ پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ خارجی حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بُرا کہتے ہیں اور پھر بھی مسلمان نام رکھاتے ہیں۔ بلادِ شام میں ایک فرقہ یزیدیہ ہے جو امام حسینؓ پر تبرّہ بازی کرتے ہیں اور مسلمان بنے پھرتے ہیں۔ اسی مصیبت کو دیکھ کر سلف صالحین نے اپنے آپ کو ایسے لوگوں سے تمیز کرنے کے واسطے اپنے نام شافعی، حنبلی وغیرہ تجویز کئے۔ آجکل نیچریوں کا ایک ایسا فرقہ نکلا ہے جو جنت، دوزخ، وحی، ملائک سب باتوں کا منکر ہے۔ یہاں تک کہ سید احمد خاں کا خیال تھا کہ قرآن مجید بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالات کا نتیجہ ہے اور عیسائیوں سے سُن کر یہ قصے لکھ دیئے ہیں۔ غرض ان تمام فرقوں سے اپنے آپ کو تمیز کرنے کے لیے اس فرقہ کا نام احمدیہ رکھا گیا۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 499 تا 502۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

انصار ڈائجسٹ

احمدی مصنفّین کے بنیادی اصولی رنگ کی اہمیت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے چند کتب پر ریویو کرتے ہوئے احمدی مصنفّین کی اصولی رنگ میں رہنمائی کرتے ہوئے ان سے اس امید کا اظہار فرمایا کہ وہ اپنی کتابوں میں صرف صحیح روایات اور سچے اور ثابت شدہ واقعات درج کرنے کی کوشش کریں گے اور کچی اور سُنی سنائی باتوں سے اجتناب رکھیں گے تاکہ ان کی کتابیں ان برکات سے متمتّع ہوں جو خدا کی طرف سے ہمیشہ صداقت کے ساتھ وابستہ رہی ہیں۔

روزہ اور انسانی صحت

رحیق المختوم
برطانیہ

رمضان المبارک اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو روزے رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ روزہ کو عربی میں "صوم" کہتے ہیں۔ "صوم" کے لفظی معنے کسی چیز سے رکے رہنے کے ہیں۔ شریعت اسلامی میں اس سے مراد ایک مخصوص وقت میں یعنی طلوع فجر سے لیکر کر غروب آفتاب تک کچھ شرائط کے ساتھ بعض چیزوں، کاموں سے کے کرنے سے رک جانے کو کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے پاکیزہ کلام قرآن مجید میں فرماتا ہے "اے ایمان والو! تم پر روزے اسی طرح فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو"۔(البقرہ 184)

بخاری کی ایک حدیث میں بیان ہے "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) بندہ اپنے کھانے پینے اور جنسی خواہشات کو میرے لئے چھوڑ دیتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور (رمضان میں دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی دس گنا ہوتا ہے۔"

رمضان دراصل انسانی نفسیاتی قوتوں کے سیلاب کو روکنے اور اس پر مستقل بند باندھنے میں مدد کرنے کا مہینہ ہے۔ پورا مہینہ بھر کی مشق کے بعد ایک ضبط نفس رکھنے والا، مشکلات برداشت کرنے والا وجود بننے میں انتہائی مدد کرتا ہے۔

روزوں کے جہاں روحانی بے شمار فوائد ہیں وہاں جسمانی صحت پر بھی بہت مفید اور گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

"تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو"۔ (البقرة۔ 185)

آج کے دور میں بہت سے لوگ طبی بنیادوں پر روزوں کی اہمیت پر بہت زور دیتے ہیں۔

ایلن کاٹ Allan Cott جو کہ ایک عیسائی محقق ہے اپنی کتاب Fasting as way of life میں لکھتا ہے۔

Relieved of the work of digesting foods, fasting permits the body to rid itself of toxins while facilitating healing. Fasting regularly gives your organs a rest and helps reverse the ageing process for a longer and healthier life

یعنی روزے سے انسان کے نظام انہظام (معدہ) اور دماغی نظام کو مکمل آرام ملتا ہے اور غذا کے ہضم کرنے کا عمل نارمل حالت پر آجاتا ہے۔

ہندوستانی ڈاکٹر شانتی رام رنگوانی کے مطابق ”روزے سے جسم میں نئے زہریلے مادے پیدا نہیں ہوتے اور جگر پوری تندہی سے پرانے زہریلے مادوں کو جسم سے صاف کرتا ہے۔“

امریکہ کی انڈیانا یونیورسٹی کے میڈیکل ڈاکٹر James Balch, M.D لکھتے ہیں کہ

Relieved of the work of digesting foods, fasting permits the body to rid itself of toxins while facilitating healing. Fasting regularly gives your organs a rest and helps reverse the ageing process for a longer and healthier life.

”روزہ کھانا ہضم کرنے میں مدد کرتا ہے، روزے سے جسم کو زہریلے مادوں سے نجات حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے اور ان مادوں سے ہونے والے نقصان سے شفا بھی دیتا ہے۔ باقاعدگی سے روزے رکھنے سے جسمانی اعضاء کو آرام ملتا ہے جس سے بڑھاپے کا عمل سست ہو جاتا ہے اور لمبی عمر میں مدد ملتی ہے“۔

رسالہ ہیلتھ لائن Health line اپنی 22 نومبر 2022ء کی اشاعت میں ایک مضمون شامل کرتا ہے جس کو ڈاکٹر ایمی رچی Dr Amy Richter , RD, Nutrition کی زیر نگرانی لکھا گیا (ڈاکٹر ایمی رچی ماہر غذا ہیں) اس مضمون میں بتایا گیا کہ متعدّد مطالعہ سے پتا چلا کہ روزہ رکھنے سے خون میں شوگر کو کنٹرول کرنے میں مدد ملتی ہے جو کہ ان لوگوں کے لئے نہایت مفید ہے جن کو ذیابیطیس ہونے کا خطرہ ہو، درحقیقت ٹائپ 2 ذیابیطیس والے 10 لوگوں میں ایک تحقیق سے پتا چلا کہ مختصر مدت کے روزے رکھنے سے خون میں شوگر کی سطح میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے۔

مزید تحقیق سے پتا چلا کہ روزے سے جسم کے اعضاء میں سوزش کو کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اور روزہ سوزش کی حالتوں جیسے کہ ایک سے زیادہ سکلیروسیس Sclerosis کے علاج میں مفید ہو سکتا ہے۔

روزہ کو اپنے معمولات میں شامل کرنا خاص طور پر فائدہ مند ہو سکتا ہے جب بات دل کی صحت کی ہو۔ ایک تحقیق سے یہ بھی پتا چلا ہے کہ پورے دن کا روزہ جسم میں کل کولیسٹرول Total cholesterol کی سطح کو کم کر سکتا ہے، کیونکہ روزہ سے بلڈ پریشر کو نمایاں طور پر کم کرنے کے ساتھ ساتھ خون میں ٹرائگلیسرائڈز Blood Triglycerides جو کہ ایک قسم کی چکنائی ہوتی ہے جو ہمارے خون میں ہماری خوراک کے ذریعے شامل ہوتی ہے۔ اور کسی حد تک ہمارے جسم کو اس چکناہٹ کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ مگر اس میں زیادتی دل کے اسٹروک کا پیش خیمہ ہوتی ہے اس ٹرائگلیسرائڈز کی سطح بھی کم ہوتی ہے جس سے دل کی بیماری ہونے کے خطرات کم ہو جاتے ہیں۔ روزہ سے الزائمر اور پارکنسن Alzheimer,Parkinson's جیسی بیماریوں کے خلاف بھی مدافعت ملتی ہے۔

الغرض روزہ صرف روحانی فوائد کا لامتناہی سلسلہ نہیں بلکہ بے شمار جسمانی فوائد کی خوشخبری بھی ہے۔ پیارے امام الزماں حضرت مسیح الموعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تیسری بات جو اسلام کا رُکن ہے، وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں... روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے، بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے، دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے، اُنہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا اُنہیں مل جاوے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان الفاظ کے ساتھ مضمون کا اختتام کرتا ہوں۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ ارشاد فرمودہ 12 جولائی 2013ء میں فرماتے ہیں:

ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اس مہینہ میں عبادتوں، تزکیہ نفس اور حقوق العباد کی ادائیگی کے ذریعہ جنت کے ان دروازوں میں داخل ہونے کی کوشش کریں۔ یا جنت کے ان دروازوں سے جنت میں داخل ہونے کی کوشش کریں جو پھر ہمیشہ کھلیں رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کرتے ہوئے جھکیں اور اُن خوش قسمتوں میں شامل ہو جائیں جن کی توبہ قبول کر کے اللہ تعالیٰ کو اُس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی ایک ماں کو اپنا گمشدہ بچہ ملنے سے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اُس پیار کو حاصل کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کو اس رمضان میں وہ خوشی پہنچانے والے ہوں جو گمشدہ بچہ کے ماں کو مل جانے سے زیادہ ہے۔ لیکن جیسا کہ اس کا پہلے بار بار ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ خوشی پہنچانے کے لئے ہمیں تقویٰ پر چلتے ہوئے ان عبادتوں جن میں فرائض بھی ہیں اور نوافل بھی، ان کے معیاروں کو بلند کرنا ہو گا۔ اپنے روزوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی ہو گی۔ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ محض اور محض اپنے فضل سے یہ سب کچھ اس رمضان میں ہمیں حاصل کرنے اور ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قائداعظمؒ اور جماعت احمدیہ

برصغیر پاک وہند کے معروف سیاسی رہنما قائداعظم محمد علی جناحؒ ایک دیانت دار، اصول پرست اور جرّی انسان تھے۔ قیام پاکستان کے لیے ان کی ان تھک محنت، لگن اور جستجو تاریخ کا حصہ ہے۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ کے جماعت احمدیہ کے ساتھ انتہائی مخلصانہ تعلقات تھے۔ تحریکِ پاکستان کے دوران ہر موڑ پر ہندوستان کی دیگر مذہبی جماعتوں کے برعکس امام جماعت احمدیہ حضرت خلفیۃ المسیح الثانیؓ اور دیگر احمدی اکابرین نے قائداعظمؒ کا ساتھ دیا۔ زیر نظر مضمون میں اسی حوالے سے چند حقائق پیش کیے جارہے ہیں۔

ناصر شبّیر
انٹورپن ۔بیلجیئم

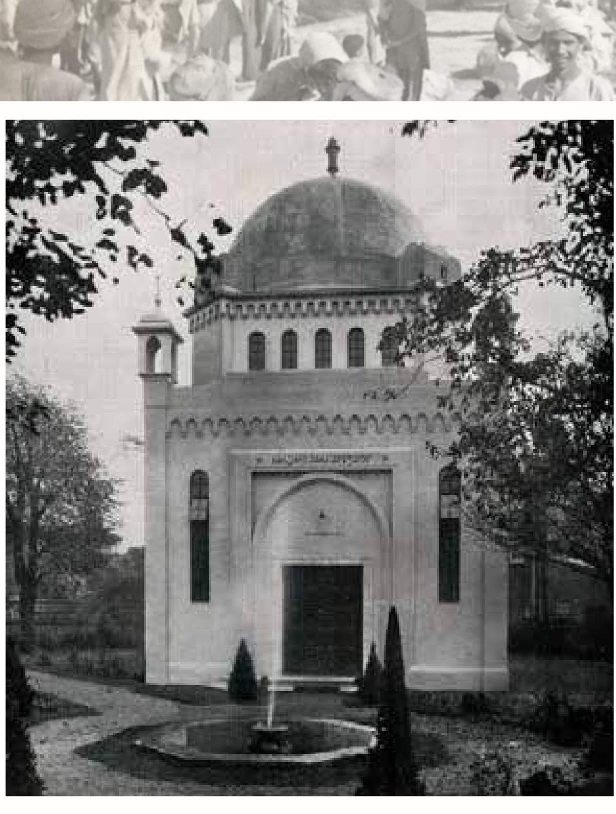

زیرک، وفادار اور مخلص خادمِ قوم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ نے اپنے ایک مضمون رقم فرمودہ 8 دسمبر 1927ء میں فرمایا۔ ”مسٹر جناح اور مولانا محمد علی سے پچھلے دنوں شملہ میں مجھے شناسائی ہو چکی ہے اور یونیٹی کانفرنس اور قانون حفاظت مذاہب کے متعلق گھنٹوں ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقع ملا ہے میں مسٹر جناح کو ایک بہت زیرک، قابل اور مخلص خادمِ قوم سمجھتا ہوں اور ان سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی میرے نزدیک وہ ان چند لوگوں میں سے ہیں جنہیں اپنے ذاتی عروج کا اس قدر خیال نہیں جس قدر کہ قومی ترقی کا ہے۔“

(ٹریکٹ مسلمانانِ ہند کے امتحان کا وقت بحوالہ انوار العلوم جلد10 صفحہ45)

شملہ میں قائداعظمؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ملاقات

”یہ موسم گرما 1927ء کا واقعہ ہے ستمبر کا مہینہ تھا تمام صوبوں کے لیڈر شملہ میں اکٹھے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے جداگانہ انتخاب کے حق میں تھی.... قائداعظم اس وقت مشترکہ انتخاب کے حق میں تھے۔۔۔ آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) نے ان دنوں انتہائی کوشش کی کہ مسلمان مشترکہ انتخاب کے سراب نما خوشکن نظریہ فریب میں نہ آجائیں چنانچہ آپ نے مختلف صوبوں کے لیڈروں کو ایک ایک کر کے اپنے ہاں مدعو کیا ہر ایک کے ساتھ فرداً فرداً تبادلہ خیال کر کے ان پر اپنا نقطہ نگاہ واضح کیا۔۔۔ مرحوم قائداعظم اس وقت کانگریس کے ممبر اور مسٹر محمد علی جناح کہلاتے تھے آپ کو بھی کنگزلے (شملہ میں آپ کی رہائش گاہ) میں دعوت چائے دی گئی تھی میں اس وقت اس دعوت میں موجود تھا۔ آپ نے تبادلہ خیال کے آخر میں فرمایا۔ مرزا صاحب! میں نہیں مان سکتا کہ نصب العین ہمارا یہ ہو کہ ہندوستانی قوم بلند مقام تک جا پہنچے اور اس کا ذریعہ جداگانہ انتخاب ہو؟“

(ہماری ہجرت اور قیام پاکستان از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صفحہ 15-16 دار التجلید لاہور)

دہلی میں عبوری حکومت کے حوالے سے ملاقات

1946ء میں ہندوستان میں عبوری حکومت میں مسلم لیگ کی شمولیت میں درپیش مسائل ایک وقت میں اتنے گھمبیر ہو گئے کہ تحریک کی کامیابی بالکل مخدوش ہو گئی۔ اس مشکل وقت میں حضرت خلیفۃ المسیح ستمبر، اکتوبر 1946ء تین ہفتہ تک دہلی میں تشریف فرما رہے۔ اس دوران آپ نے 24 ستمبر کو قائداعظم سے انتہائی مخلصانہ اور دوستانہ ماحول میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ملاقات کی جس کی خبر اورینٹ پریس کی طرف سے اخبارات میں بھی شائع ہوئی

تاریخ احمدیت جلد9 از مولانا دوست محمد شاہد صفحہ405)

جماعت احمدیہ کی مسلم لیگ کی مکمل تائید و حمایت

آپ نے قائداعظم کے نام اپنے 16 اکتوبر 1946ء کے ایک خط میں تحریر فرمایا۔

میں شاید اس سے قبل آپ کو مطلع نہیں کر سکا کہ اسی روز جس دن میں نے آپ سے ملاقات کی تھی میں نے ہز ایکسی لینسی وائسرائے کو ایک خط بھجوایا تھا جس میں میں نے انہیں یہ لکھا تھا کہ مسلم لیگ کے تمام مطالبات کو مجھے اور میری جماعت کا پورا تعاون اور حمایت حاصل ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد11 از مولانا دوست محمد شاہد صفحہ 463-462)

قادیان سے قائداعظمؒ کو مبارک باد کا خط

ترجمہ: قلمدان وزارت کی نئی تشکیل کا اعلان ہو چکا ہے۔ اگرچہ ان کی تقسیم منصفانہ اور معقول نہیں ہے تاہم میں آپ کو آپ کی کامیاب مساعی پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی عظیم مساعی میں برکت ڈالے اور صحیح راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(تاریخ احمدیت جلد11 از مولانا دوست محمد شاہد صفحہ 464-463)

بیاس یا ستلج

پنجاب باؤنڈری کمیشن کی کاروائی کے ایک اہم مرحلہ پر حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنا ایک مکتوب مرقومہ 11 اگست 1947ء حضرت مولوی عبدالرحیم درد صاحب کے ہاتھ قائداعظم کو بھیجا جس میں منجملہ آپ نے تحریر فرمایا:

”بے شک آپ ستلج پر اصرار کریں لیکن یہ ساتھ ہی کہہ دیں کہ اگر ہمیں بیاس سے ورے دھکیلا گیا تو ہم نہ مانیں گے اور واقعی میں نہ مانیں تب کامیاب ہونگے ورنہ وہ بیاس سے بھی ورے دھکیل دیں گے ہم تو چاہتے ہیں کہ سارا پنجاب ہی تقسیم نہ ہو۔ تاہم تقسیم کو تسلیم کر لیں تو محفوظ موقف ہمارا بیاس ہے ستلج نہیں۔“

(تاریخ احمدیت جلد9 از مولانا دوست محمد شاہد صفحہ479)

امام عبدالرحیم اور قائداعظمؒ کے درمیان ملاقات

نامور محقق جناب زاہد حسین انجم صاحب نے 1991ء میں انسائیکلوپیڈیا قائداعظم شائع کیا تو اس میں زیر عنوان درد عبدالرحیم احمدیہ مسجد لندن کے امام۔ قائداعظم سے اس ملاقات اور اس کے نتیجہ میں ان کے بیت الفضل لندن میں تقریر کا ذکر کیا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا قائداعظم از زاہد حسین انجم صفحہ 309 مطبوعہ مقبول اکیڈمی لاہور 1991ء بحوالہ ماہنامہ خالد ربوہ اگست 1997ء صفحہ 21

قائداعظمؒ کی احمدیوں کی حمایت

بعض مولویوں نے 1944ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں کوشش کی تھی کہ یہ قانون بن جائے کہ کوئی احمدی مسلم لیگ کا ممبر نہیں بن سکتا۔ کافی

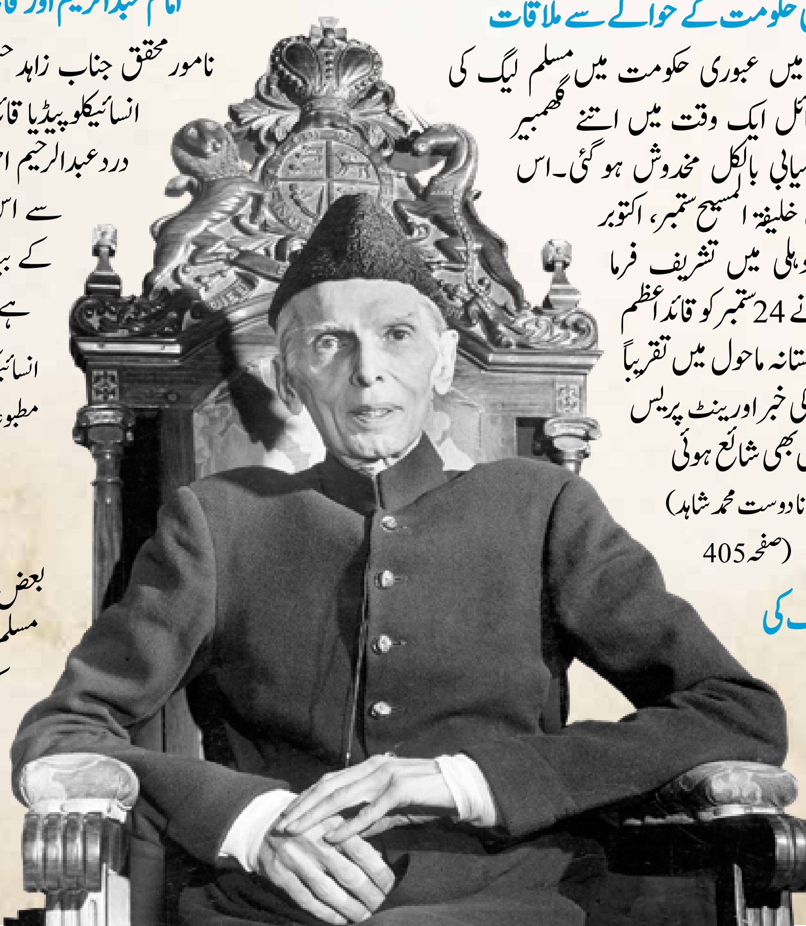

قائداعظم محمد علی جناح کی ہندوستان واپسی

قائداعظم پہلی گول میز کانفرنس کے بعد ہندوستانی سیاسی فضا سے سخت مایوس ہوکر لندن منتقل ہوکر اپنی وکالت میں مصروف ہوگئے۔ جس کے بعد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر امام مسجد فضل حضرت عبدالرحیم درد صاحب مارچ 1933ء میں لندن میں قائداعظم کے دفتر واقع King's Bench Walk میں ان سے ملے جس کا حال ان کے اپنے الفاظ میں یوں ہے:

"میں نے ان سے تفصیلی ملاقات کی اور انہیں ہندوستان واپس آکر سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے پر آمادہ کیا۔ مسٹر جناح سے میری یہ ملاقات تین چار گھنٹے تک جاری رہی میں نے انہیں آمادہ کرلیا کہ اگر اس آڑے وقت میں جب کہ مسلمانوں کی رہنمائی کرنے والا اور کوئی نہیں ہے انہوں نے ان کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو پار لگانے کی کوشش نہ کی تو اس قسم کی علیحدگی قوم کے ساتھ بے وفائی کے مترادف ہوگی چنانچہ اس تفصیلی گفتگو کے بعد آپ مسجد احمدیہ لندن تشریف لائے اور وہاں باقاعدہ ایک تقریر کی۔"

(الفضل یکم جنوری 1955ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 از مولانا دوست محمد شاہد صفحہ 103)

حمایت بھی حاصل کرلی گئی تھی لیکن خود قائداعظم نے مداخلت کر کے یہ قرارداد واپس لینے پر آمادہ کرلیا۔

(نوائے وقت 10 اکتوبر 1953ء)

احمدیوں کے خلاف قرردادکی شدید مخالفت

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لاہور 1944ء میں مولوی عبدالحامد بدایونی نے ایک قرارداد پیش کرنا چاہی جس کا مقصد یہ تھا کہ قادیانیوں کو مسلم لیگ کی رکنیت سے خارج کر دیا جائے یہ لوگ باتفاق علماء دائرہ اسلام سے خارج ہیں لیکن مسٹر جناح نے اپنے آمرانہ اقتدار سے اس قرارداد کو پیش نہیں ہونے دیا۔

(مسلم لیگ کے شاندار اسلامی کارنامے صفحہ 4 مرتبہ جمعیتہ علماء صوبہ دہلی)

سر محمد ظفراللہ خان کو ہدیۂ تبرک

1939ء میں چودھری محمد ظفراللہ خاں کے بارے میں ہندوستان کی مرکزی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

"میں اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے آنریبل سر محمد ظفراللہ خاں کو ہدیہ تبرک پیش کرنا چاہتا ہوں وہ مسلمان ہیں اور یوں کہنا چاہئے کہ گویا اپنے بیٹے کی تعریف کر رہا ہوں۔"

ہماری قومی جدوجہد از ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی صفحہ 218 مطبوعہ سنگِ میل پبلیکشنز، لاہور، 1995ء

قائداعظمؒ کے ساتھ معانقہ

"قائداعظم نے چوہدری ظفراللہ خاں کو پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کے لئے مقرر کیا تھا اور جب چوہدری ظفراللہ خاں یہ کیس پیش کر چکے تو قائداعظم نے انہیں شام کے کھانے کی دعوت دی اور انہیں معانقہ کا شرف بخشا جو قائداعظم کی طرف سے کرہ ارض پر بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا۔ معانقہ کرنے کے بعد قائداعظم نے چوہدری ظفر اللہ خاں سے کہا میں تم سے بہت خوش ہوں اور تمہارا ممنون ہوں کہ جو کام تمہارے سپرد کیا گیا تھا تم نے اسے اعلیٰ قابلیت اور نہایت احسن طریق سے سرانجام دیا۔"

(کالم مطبوعہ روزنامہ خبریں لاہور مورخہ 7 جون 2003ء)

فلسطین کے مسئلے پر عظیم الشان تقریر

سر محمد ظفراللہ خان کے بارے میں امریکہ میں اس وقت کے پاکستانی سفیر حسن اصفہانی صاحب نے قائداعظم کے نام اپنے خط مورخہ 4 اکتوبر 1947ء میں لکھا۔

"اقوام متحدہ میں پاکستانی وفد نے توقع سے بڑھ کر کارکردگی دکھائی ہے فلسطین کے مسئلہ پر ظفراللہ خاں نے جو تقریر کی وہ اقوام متحدہ میں اس مسئلہ پر ہونے والی بہترین تقریروں میں سے ایک ہے ۔۔۔ یہ کسی قسم کی تعلی نہیں ہے کہ ہم نے واقعی عمدہ تاثر پیدا کیا ہے پاکستان نے اپنا آپ منوا لیا ہے۔"

سرملک خضر حیات کے استعفے کا معاملہ

تحریک پاکستان کے رہنما خضر حیات کے استعفیٰ کے حوالے سے خبر شائع ہوئی جس میں قائداعظمؒ کے نام حضورؓ کے خط کا ذکر کیا گیا۔

”جیسا کہ میں نے دہلی میں آپ سے ملاقات کے دوران ذکر کیا تھا کہ مناسب وقت پر سر خضر حیات کو مسلم لیگ میں شمولیت پر آمادہ کیا جا سکتا ہے ۔۔۔سر محمد ظفر اللہ خاں نے گزشتہ روز اس معاملہ پر مجھ سے گفتگو کی اور پھر اس کی روشنی میں رات ملک صاحب اور قزلباش سے تفصیلی گفتگو کی۔ وہ مستعفی ہونے پر رضامند ہو گئے ہیں۔۔۔ اب مخالفین سے مسلمانوں کے حقوق حاصل کرنے کے لئے آپ کے ہاتھ ایک مضبوط ذریعہ آگیا ہے۔ اب صرف صوبہ سرحد باقی رہتا ہے میں اس کی صورتحال کا جائزہ لینے کی کوشش کروں گا اور امید کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں بھی بعض ذرائع سے آپ کو مدد مل سکتی ہے لیکن یہ بات خط میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ بہتر ہو گا کہ ہم اپریل میں دہلی میں ملاقات کر لیں۔“

(ماہنامہ خالد 1997ء صفحہ 30)

قائداعظمؒ کا شکریہ کا اظہار

” اوائل 1947ء میں سر خضر حیات کے استعفی کا معاملہ بہت اہم تھا اور یہ صرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی راہنمائی میں چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی کوشش سے حل ہوا۔ قائد اعظم اس کے معترف تھے۔ چنانچہ واقعہ کے کچھ عرصہ بعد جماعت کے ناظر امور خارجہ حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب قائداعظم سے ملے تو انہوں نے جماعت احمدیہ کی اس کوشش کا بہت شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ آپ نے نہایت آڑے وقت ہماری مدد کی نیز کہا I can never forget it میں اسے کبھی نہیں بھول سکتا۔“

(قیام پاکستان اور جماعت احمدیہ از مولانا جلال الدین شمس صفحہ 50 تقریر 28 دسمبر 1949ء)

سر ظفر اللہ خاں میرا سیاسی بیٹا ہے

معروف صحافی منیر احمد منیر نے اپنے کالم ”جگ ورت“ میں لکھا

”ان کی تعریفیں تو وہ ہستی کرتی رہی جسے دنیا بانی پاکستان بابائے قوم حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے مبارک القاب اور نام سے جانتی ہے سچائی جن کی پہچان تھی جنہوں نے کسی کا دل رکھنے کے لئے مصلحتاً بھی جھوٹ نہ بولا۔۔۔ قائداعظم نے چوہدری ظفر اللہ خاں کو پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔۔۔قیام پاکستان کے بعد ۔۔۔ قائداعظم نے چوہدری ظفر اللہ خاں کو پاکستان کی نمائندگی کے لئے یو۔این۔او میں بھیجا تھا جب قائداعظم نے امریکہ میں پاکستانی سفیر حسن اصفہانی کو لکھا کہ ظفر اللہ کو واپس بھیج دیں تو اصفہانی صاحب نے پس و پیش کی اس پر 22 اکتوبر 1947ء کو اصفہانی کے نام اپنے خط میں یہ جملہ قائداعظم نے ہی ظفر اللہ خاں کے لئے لکھا تھا۔۔۔یہاں ہمارے پاس اہل خاص طور پر ان جیسے مقام (Calibure) کے حامل افراد کی کمی ہے۔۔۔یہی وجہ ہے کہ مختلف مسائل کے حل کے لئے ہماری نگاہیں بار بار ان کی طرف اٹھتی ہیں ...ظفر اللہ خاں کو پاکستان کا وزیر خارجہ بھی قائداعظم نے ہی مقرر کیا تھا۔ قیام پاکستان سے کوئی ۱۲ برس قبل سنٹرل لجیسلیٹو اسمبلی کے بھرے اجلاس میں یہ جملہ بھی قائداعظم نے ہی ادا کیا تھا ”ظفر اللہ خاں میرا سیاسی بیٹا ہے۔“

(کالم مطبوعہ روزنامہ خبریں مورخہ 7 جون 2003ء)

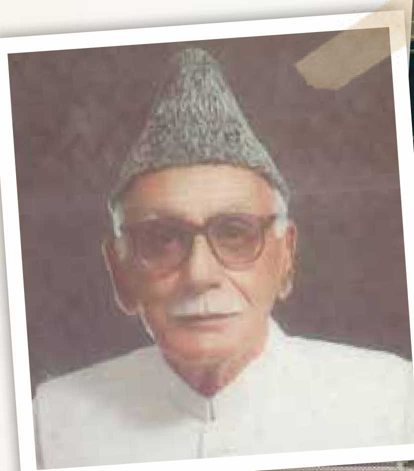

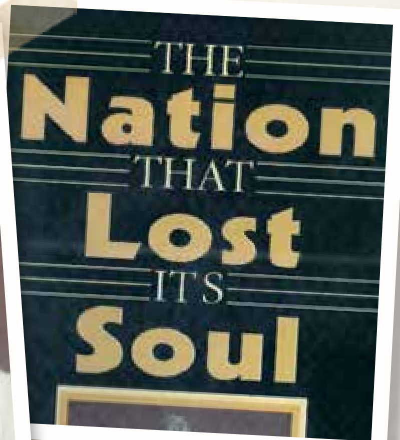

قائداعظم کی امامؓ جماعت احمدیہ سے دعا کی درخواست

سردار شوکت حیات لکھتے ہیں کہ

ترجمہ: ” الیکشن کے دوران میں مسلم لیگ کا جھنڈا تھامے رات دن سفر کرتا اور ہر روز چھ سات تقریریں کرتا تھا۔ میں اپنے پروگرام سے قائداعظم کو مطلع رکھتا تھا۔ ایک دن مجھے قائد کی طرف سے یہ پیغام ملا کہ ”شوکت! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بٹالہ جا رہے ہو جو میرے خیال میں قادیان سے پانچ میل دور ہے۔ برائے مہربانی وہاں جاؤ اور حضرت صاحب سے مل کر میری طرف سے انہیں پاکستان کے مقصد کے لئے دعا اور مدد کی درخواست کرو۔“ اس رات جلسہ کے بعد ، نصف شب بارہ بجے کے قریب میں قادیان پہنچا۔ میرے پہنچتے تک حضرت صاحب آرام کے لئے جا چکے تھے۔ میں نے انہیں پیغام بھجوایا کہ میں ان کے لئے قائداعظم کی ایک درخواست لے کر آیا ہوں ۔ فوراً اٹھ آئے اور مجھ سے پوچھا کہ کیا پیغام ہے؟ میں نے انہیں قائداعظم کا پیغام پہنچایا کہ پاکستان کے لئے دعا اور مدد کریں۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ قائداعظم کو بتا دیں کہ ہم پاکستان کے لئے ابتداء سے ہی دعا کر رہے ہیں، اور جہاں تک ان کے پیروکاروں کا تعلق ہے تو کوئی احمدی کسی مسلم لیگی امیدوار کا مقابلہ نہیں کرے گا اور اگر کہیں ایسا ہوا تو جماعت اس کی حمایت نہیں کرے گی۔“

The Nation that Lost its Soul
page 147, 1995

(بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار 161)

قائداعظمؒ کا سر محمد ظفراللہ خان پر بھرپور اعتماد

”جب قائداعظم نے یہ چاہا کہ آپ باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلمانوں کے وکیل کی حیثیت سے پیش ہوں تو ظفراللہ خاں نے فوراً یہ خدمات انجام دینے کی حامی بھر لی۔۔۔۔ اور اسے ایسی قابلیت سے سرانجام دیا کہ قائداعظم نے خوش ہو کر آپ کو یو۔این۔او میں پاکستانی وفد کا قائد مقرر کر دیا جس طرح آپ نے ملت کی وکالت کا حق ادا کیا تھا اس سے آپ کا نام پاکستان کے قابل احترام خادموں میں شامل ہو چکا تھا آپ نے ملک و ملت کی شاندار خدمات سر انجام دیں تو قائداعظم انہیں حکومت پاکستان کے اس عہدے پر فائز کرنے پر تیار ہو گئے جو باعتبار منصب وزیراعظم کے بعد سب سے اہم اور وقیع عہدہ شمار ہوتا ہے۔ قائداعظم نے چوہدری صاحب کو بلا تامل پاکستان کا وزیر خارجہ بنا دیا۔“

(نوائے وقت لاہور 24 اگست 1948ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 9 از مولانا دوست محمد شاہد صفحہ 579-578)

سانحۂ عظیم پر تعزیتی پیغام

برصغیر پاک و ہند کے نامور رہنما قائداعظمؒ کی وفات ایک سانحۂ عظیم سے کم نہ تھی کیونکہ نوزائیدہ خدادِ مملکت پاکستان کے قیام کو ابھی بمشکل ایک سال ہی گذرا تھا۔ غم کی اس گھڑی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور جماعت کے دیگر اکابرین نے اپنے دلی غم کا اظہار کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے جناب لیاقت علی خاں وزیراعظم پاکستان کے نام بذریعہ تار ارسال فرمایا اور جس کا درج ذیل متن اگلے دن کے اخبار الفضل میں صفحہ اول پر جلی حروف میں شائع ہوا۔

”میں پاکستان کے تمام احمدیوں کی طرف سے قائداعظم محمد علی جناح کی وفات پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتا ہوں۔ یہ نقصان اکیلے پاکستان کا ہی نہیں بلکہ تمام دنیائے اسلام کا مشترکہ نقصان ہے کیونکہ اس انتہائی نازک دور میں قدرتی طور پر تمام عالم اسلام کی نگاہیں امداد کے لئے پاکستان اور قائداعظم کی عظیم شخصیت کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ خدا تعالیٰ قائداعظم کے کام میں برکت ڈالے اور پاکستان اور تمام باشندگان پاکستان پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ بڑے لوگ اپنے کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہر سچا پاکستانی اپنی رہنمائی کے لئے آپ کے اصولوں کو پیش نظر رکھے گا۔ اور ذاتی خواہشات اور ذاتی مفاد سے بالا ہو کر اپنی زندگی کو از سر نو (دین) اور (مومنوں) کی خدمت کے لئے وقف کر دے گا۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان کے احمدی پاکستان کو مضبوط اور طاقتور بنانے کی ہر ممکن کوشش کرینگے۔ اور اپنی طرف سے اس کی خدمت کرنے میں کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہ کرینگے۔ خدا تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ رتن باغ لاہور۔“

(روزنامہ الفضل لاہور مورخہ 12 ستمبر 1948)

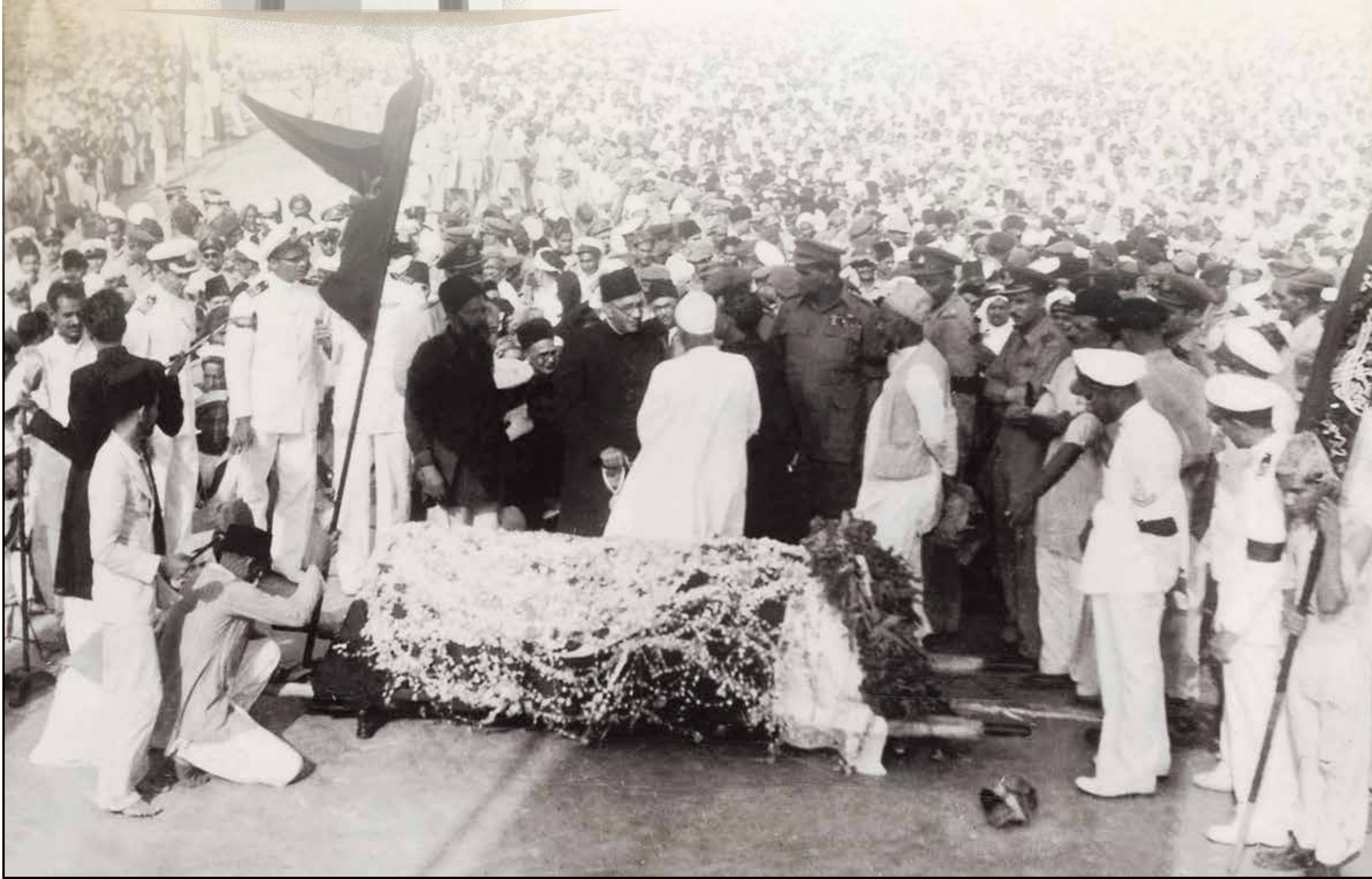

غزل

محبت کا ایک لمحہ مجھے کافی نہیں
کیا تمہارے پاس کچھ وقت اضافی نہیں
یہ کیا کہ آنا اور آکر چلے جانا
کیا یہ اصول محبت کے منافی نہیں
تم میرے خدا ہو کچھ دیر ٹھہرا کرو
کیا تمھارا قرب میرے لئے شافی نہیں
میں محبت میں قحط کا قائل نہیں
مجھے محبت کا ایک لمحہ کافی نہیں
اب آنا تو میرے پاس ہی ٹھہر جانا
محبت میں ٹھہرنا محبت کے منافی نہیں
تمھارا قرب ہی ہر درد کی دوا ہے
وگرنہ دہر کی ہر دوا شافی نہیں
تمھاری محبت میرے لئے اکسیر ہے خالق
سراسر فضل ہے کچھ بھی اضافی نہیں
محبت میں محبوب کی ہر بات افضل
محبت میں بیوفائی کی معافی نہیں

کاشف ریحان خالد
ہاسلٹ۔بیلجیئم

کچھ سیگریٹ کے بارے میں

تحریر: ڈاکٹر محمد یونس بٹ

سائنس دانوں نے اپنی طرف سے یہ بری خبر سنائی ہے کہ ہر بڑے شہر کی ہوا میں ایک دن سانس لیناد و پیکٹ سگریٹ پینے کے برابر ہو گا حالانکہ اس سے اچھی خبر اور کیا ہو گی کہ ہم مفت میں روزانہ دوڈبی سگریٹ پیتے ہیں۔ مجھے تو گاؤں کی صاف فضاؤں میں رہنے والے لوگوں سے ہمدردی ہے جو اس نعمت سے محروم ہیں۔ بس اگر کوئی ڈر ہے تو وہ یہ ہے کہ کہیں حکومت بڑے شہروں میں سانس پر ٹیکس نہ لگا دے۔ اب تو ہم گھر سے نکلتے وقت یہ بتلا کے جاتے ہیں کہ دوکش انارکلی کے لگانے جا رہا ہوں۔یہی نہیں کوئی پوچھے گا کہ آپ کو لاہور آئے کتنی دیر ہوئی؟ تو دوسرا جواب دے گا ”آدھی ڈبی ہو گئی، ایک ڈبی کا قیام کروں گا۔“

سیگریٹ پینے سے جو مالی نقصان ہوتا تھا وہ بھی نہیں ہو گا۔ میرے ایک جاننے والے نے سگریٹ نوشی سے پیسے بچانے کا یہ طریقہ نکالا تھا کہ وہ ہمیشہ سگریٹ سے سگریٹ سلگاتا یوں ماچس کا خرچ بچتا۔ اس سے پہلے ایک سردار جی بھی ایسا کر چکے تھے کہ اس طرح ماچسوں پر رقم ضائع نہیں ہوتی کیونکہ سردار جی کو لائٹر جلانے کے لئے کئی ماچسیں جلانا پڑتی تھیں۔ سگریٹ کیا ہے ؟۰۰۰ کاغذ کی ایک نلی جس کے ایک سرے پر شعلہ اور دوسرے پر ایک نادان ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ سگریٹ کے دوسرے سرے پر جو راکھ ہوتی ہے دراصل وہ پینے والے کی ہوتی ہے۔ ایش ٹرے وہ جگہ ہے جہاں آپ یہ راکھ اس وقت ڈالتے ہیں جب آپ کے پاس فرش نہ ہو۔ ویسے تو سگریٹ پینے والے کے لئے پوری دنیا ایش ٹرے ہی ہوتی ہے بلکہ ہوتے ہوتے یہ حال ہو جاتا ہے کہ وہ سگریٹ منہ میں رکھ کر سمجھتا ہے ایش ٹرے میں رکھا ہے۔

رفیق احمد ہاشمی ۔ہاسلٹ ،بیلجیئم

سالانہ ریفریشر کورس 2023ء

مجلس انصاراللہ بیلجیئم

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ بیلجیئم کو ریفریشر کورس 5 فروری 2023 کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ

ریفریشر کورس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ حافظ عطاء اللہ صاحب نے تلاوت کی۔ اس کے بعد وسیم احمد شیخ صاحب صدر مجلس نے عہدانصار اللہ دہرایا۔ بعد ازاں عبدالباسط بھٹی صاحب نے نظم پیش کی اور پھر صدر صاحب نے چند نصائح کے بعد دعا کروائی۔ جس کے بعد قائدین نے اپنے اپنے شعبہ جات کے متعلقہ سال 2023 کے لیے پلاننگ پیش کی اور لوکل عاملہ ممبران کو احسن رنگ میں کام کرنے کے طریقہ کار سے آگاہی فراہم کی۔ ممبرانِ لوکل عاملہ نے دلچسپی لیتے ہوئے سوالات بھی پوچھے اور قائدین نے بھی احسن رنگ میں اُن کے جوابات دیئے۔

اسی موقع پر مال بجٹ 2022 کی مکمل ادائیگی کرنے والی 12 مجالس کو سند امتیاز بھی دی گئیں۔ آخر میں وسیم احمد شیخ صاحب صدر مجلس نے ممبران کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اختتام پر دعا ڈاکٹر ادریس احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بیلجیئم نے کروائی۔

اس پروگرام کی حاضری 50 رہی۔ الحمدللہ

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے ہم سب کو احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

سرائے ناصر مجلس انصار اللہ بیلجئیم

مجلس انصاراللہ بیلجیم بھی جو آج کے دور کی الٰہی و روحانی جماعت کا ایک باز و ہے اپنے اوپر نازل ہونے والے افضا و اکرام کا ذکر خیر کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس کار خیر کے لیے خاکسار اپنی مقدور بھر کوشش کرے گا کہ کسی نہ کسی حد تک سرائے ناصر کا مختصر سا تاریخی پس منظر آپ کے گوش گزار کر سکوں تاکہ آپ کے معصوم دل بھی حمد باری تعالیٰ کے ترانے گاتے ہوئے شکرانے کے سجدے بجالائیں۔

26 نومبر 2011 کی بات ہے یعنی آج سے 12 سال قبل جبکہ مجلس انصار اللہ کی تجنید 204 انصار جن میں سے چندہ دہندگان صرف 169 تھے جن کا بجٹ صرف اور صرف 27,862 یوروز تھا۔ پس ایسی صورت حال میں ان مخلصین کا مختصر سا گروہ ایک معمولی سے بجٹ کے ہوتے ہوئے صرف اور صرف اللہ عزوجل پر توکل کرتے ہوئے سرائے ناصر کیلئے پانچ لاکھ یوروز کا بجٹ منظوری کیلئے خلیفہ المسیح الخامس اید اللہ تعالیٰ بنصر العزیز کی خدمت اقدس میں منظوری کیلئے بھجواتا ہے جس پر ان کا متوکل الی اللہ روحانی رہنما بھی انہیں اپنی عظیم الشان دعاواں سے نوازتے ہوئے ترقیات کی طرف قدم بڑھانے کی تائید فراہم کرتا ہے الحمد للہ ثم الحمد اللہ۔

سرائے ناصر کی خریداری کے سلسلہ میں کچھ مزید تفصیلات یوں ہیں مثلا 2011 میں اس وقت کے صدر صاحب مجلس انصار اللہ اور کچھ نیشنل عاملہ کے ممبران نے مشورہ کیا کہ 2020ء مجلس انصار اللہ کا سالانہ اجتماع سلور جوبلی اجتماع ہوگا لہٰذا اس سلور جوبلی اجتماع سے قبل مجلس کے پاس اپنا سرائے ناصر ہونا چاہیے اس طرح یہ تجویز نیشنل عاملہ کے بعد شوری میں بھیجی گئی اور نیشنل عاملہ کی تجویز مجلس شوری میں کثرت رائے سے پاس ہو کر بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اید اللہ کی خدمت میں منظوری کے لئے بھجوائی گئی جس کو پیارے حضور نے ازراہ شفقت منظور فرمایا اور اس طرح سرائے ناصر خریدنے کی راہ کھل گئی۔

اس تجویز کے بڑے بڑے نقاط درج ذیل تھے۔

مجلس انصار اللہ بیلجیم کا سلور جوبلی سال جو کہ 2020 بنتا ہے اس وقت تک جب کہ مجلس کے پاس ابھی بقیہ سات سال موجود ہیں کو اس منصوبہ پر پیش رفت شروع کر دینی چاہیے۔ اس فنڈ کی رقم پانچ لاکھ یوروز ٹارگٹ پر مشتمل ہو۔ مجلس اپنے سالانہ بجٹ کی زائد رقم مسلسل اس فنڈ میں ٹرانسفر کرتی رہے۔ مجلس اپنے ممبران سے کسی قسم کا فنڈ اکٹھا نہیں کرے گی جب تک کہ مرکزی مسجد کا منصوبہ مکمل نہیں ہو جاتا۔ اگرچہ 2011 کو حضور انور کی طرف سے اس منصوبے کی منظوری مل چکی تھی مگر جماعت کی مرکزی مسجد بنتے بنتے 2020 آگیا اور مجلس انصاراللہ اپنے منصوبہ پر عمل درآمد نہ کر سکی۔

2020 میں جماعت اپنی مرکزی مسجد مکمل کر چکی تھی لہذا اس وقت کے صدر مجلس انصار اللہ مکرم این اے شمیم احمد صاحب نے مجلس انصار اللہ ممبران کے تعاون سے سرائے ناصر کیلئے عمارت کی تلاش شروع کی ۔2020 اور 2021 میں کئی عمارتیں دیکھی گئیں۔ جو مرکز کے قریب تھیں وہ بہت ہی مہنگی اور جو مناسب تھیں وہ مرکز سے دور تھیں بہرکیف کوششیں جاری رہی۔

2021 اگست میں ایک عمارت جو بیت السلام دلبیک سے صرف ایک مکان کے فاصلہ پر تھی فروخت ہو رہی تھی بلکہ جو اس کی مالکہ بھی عورت تھی اس نے خود جماعت سے رابطہ کیا جس پر جنرل سیکرٹری جماعت مکرم عدیل الرحمان صاحب نے اس سے مسلسل رابطہ رکھتے ہوئے خریداری میں سہولت فراہم کی۔ اس کے بعد محترم امیر ڈاکٹر ادریس احمد صاحب اور صدر مجلس انصاراللہ مکرم این اے شمیم احمد صاحب اور چند دیگر اصحاب کی موجودگی میں اس عمارت کی مالکہ کو 5000 یوروز کا چیک ایڈوانس دیا گیا اور خریداری کا عارضی پیپر ورک شروع ہوا۔

اس عمارت کی خریداری کے سلسلہ میں پیارے آقا کی خدمت میں تفصیلی

خط و نقشہ جات بھیجے گئے جو حضور انور نے مورخہ 15/07/2022 کو منظور کر کے واپس بھجوا دیئے۔ مالکان کی طرف سے اس عمارت کی قیمت تین لاکھ پچاس ہزار یوروز لگائی گئی تھی چونکہ اس عمارت میں تزئین وآرائش کا کام بہت زیادہ تھا جس کی بنیاد پر ڈھائی لاکھ یوروز میں خریدی گئی۔

لہذا آخری کنٹریکٹ 23 جنوری 2023 کو مکمل ہوا اور یوں سرائے ناصر کی چابی مورخہ 23 جنوری 2023 کو خاکسار وسیم احمد شیخ صدر مجلس انصار اللہ نے وصول کی۔ چابی وصول ہونے کے بعد خاکسار کے ساتھ چند انصار بھائی سرائے ناصر عمارت میں گئے۔ عمارت میں داخل ہونے سے قبل دعا کی گئی اور پوری عمارت کا جائزہ لیا گیا بعد میں چائے اور مٹھائی پیش گئی ۔ نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا، نماز مغرب کے بعد باجماعت دو شکرانے کے دو نفل ادا کئے گئے۔ صدر مجلس کی طرف تمام انصار سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ شکرانے کے طور پرے دو نفل ادا کریں اور سجدہ شکر بجا لائیں ۔ سرائے ناصر خریدنے کی خوشی کے موقع کی مناسبت سے تمام انصار کے ہاں مٹھائی پہنچانے کا بندوبست کیا گیا۔

28 جنوری 2023 بروز ہفتہ سب سے پہلا وقار عمل سرائے ناصر کی صفائی کیلئے کیا گیا اور یہ صرف نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ نے کیا۔ اس کے بعد لوکل مجالس سے انصار بھائیوں نے وقار عمل کے لئے بھرپور شرکت کی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سرائے ناصر کی یہ عمارت مجلس انصار اللہ اور جماعت کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت ثابت ہو آمین۔

رپورٹ برائے سالانہ تعلیمی و تربیتی کلاس مجلس انصاراللہ بیلجیئم 2023ء

منوراحمد راجپوت بھٹی (قائد تعلیم)

اللہ تعالی کے خاص فضل کرم سے مجلس انصار اللہ بیلجیئم کو اپنی سالانہ تعلیمی و تربیتی کلاس مؤرخہ 12 مارچ 2023 کو بمقام بیت الرحیم آلکن میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ ، کلاس کا آغاز صبح 9 بجے رجسٹریشن اور ناشتے سے ہوا۔ 20۔10 پر مکرم شیخ وسیم احمد صاحب صدر مجلس کی موجودگی میں محترم امیر صاحب کی زیر صدارت افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا ۔ تلاوت قرآن کریم مکرم رفیق احمد ہاشمی صاحب نے کی اور پھر اردو و فلیمش ترجمہ پیش کیا گیا اور اسی طرح مکرم فضل محمد طلحہ صاحب نے فرنچ ترجمہ پیش کیا۔ محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے عہد دہرایا اجبکہ نظم مکرم طارق حسین صاحب نے در ثمین سے پیش کی ۔اس کے بعد صدر صاحب نے انصار بھائیوں سے خطاب کیا جس میں خاص طور پر حضرت مسیح موعودؑ کی احباب سے کی گئی توقعات اور تقویٰ کے معیار کو بڑھانے کی طرف توجہ دلائی ۔ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ بیلجیئم نے خصوصی طور پر تربیت اولاد کی طرف انصار کو توجہ دلائی اور اپنی اولادوں کو خلافت سے ہمیشہ جوڑے رکھنے کی تلقین کی اور پہلے اجلاس کے اختتام پر دعا کروائی ۔اس اجلاس کے بعد باقاعدہ کلاسسز اور لیکچرز کا آغاز ہوا۔ کلاس میں ترتیل القرآن ،حدیث اور اس کے بعد اختلافی مسائل، اور قصیدہ کے لیکچرز ہوئے جو بالترتیب مکرم حافظ برہان محمد خان صاحب،مکرم چوہدری محمد مظہر صاحب مربی سلسلہ،مکرم حسیب احمد صاحب مربی سلسلہ اور قائد تربیت مکرم اعظم بھاگٹ صاحب نے دیئے۔اس کے بعد کھانے اور نماز کا وقفہ ہوا۔ نماز کے فوراً بعد انصار کی جسمانی صحت، غذا، روز مرہ کی ورزش اور بیماریوں سے بچاو کے متعلق معلومات بر مبنی لیکچر دیا گیا، تصاویر اور چارٹ کے ذریعہ آسان طریقہ پر ہر بات سمجھانے کی کوشش کی گئی اور یہ ذمہ داری محترم ڈاکٹر ذیشان محی الدین صاحب نے احسن رنگ میں ادا کی، الحمداللہ۔اس کے بعد خاکسار قائد تعلیم ،منوراحمد بھٹی کی جانب سے مطالعہ کتب کے حوالہ سے 2023 کے سلیبس میں انصار کے لیے منتخب شدہ کتاب "ہمارا خدا" پر لیکچر ہوا اور سلیبس میں دیے گئے امتحانی پرچہ پر بات ہوئی۔ ۔کلاس کے آخر پر "تربیتِ اولاد" کے حوالہ سے ایک اوپن ڈسکشن کی گئی جس میں محترم مشنری انچارج صاحب کے ساتھ چند دیگر افراد کے پینل نے بھی حصہ لیا البتہ کلاس کے شاملین نے بھی سٹیج پر آکر اپنی تجاویز پیش کیں اور تربیت اولاد پر یک سیر حاصل تجاویز شاملین کلاس کے ساتھ شیئر کی گئیں تا کہ اولاد کی بہتر سے بہتر تربیت کی جا سکے الھم زد فزد۔ سب سے آخر پر بیلجیئم میں خریدے گئے "سرائے ناصر" کے حوالہ سے محترم این اے شمیم احمد صاحب نے تمام معلومات ،وقارِ عمل، بلڈنگ کی مرمت اور مرمت فنڈ سے تمام انصار کو آگاہ کیا۔آخر پر محترم مشنری انچارج صاحب نے دعا کروائی ، رات کے کھانے کے بعد باجماعت نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں اور یوں یک روزہ نیشنل تعلیمی و تربیتی کلاس کا اختتام ہوا، کلاس میں بیلجیئم کی تمام 14 مجالس کی نمائندگی رہی۔کلاس میں شاملین کی تعداد 127 رہی۔ الحمدللہ

TALIM-O-TARBIYYATI
CLASS 2023

CLASS 2023
ajlis Ansarullah Belgium
SUNDAY, 12th MARCH